ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جیسی نیت ویسی مراد

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کی جزا نیت پر ہے جو شخص جیسی نیت کرے گا ویسی جزا پائے گا اگر کسی نے اللہ اور رسولؐ کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی اور اگر کسی نے دنیا کے لئے ہجرت کی تو وہ اسی کا مستحق ہے اور اگر کسی عورت کے نکاح کا ارادہ کیا تو وہی اس کے لیے ہوگا یعنی جس نیت پر ہجرت کرے گا اسی کا مستحق ہوگا۔

دل کی کیفیت

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ لَا یَعْلَمُھُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُھَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ وَعِرْضِہٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُھَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ کَالرَّاعِیْ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْہِ اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمًی اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے تو جو شبہات سے بچ کر رہا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا جیسے چرواہا کہ چراگاہ کے گرد چراتا ہے بہت ممکن ہے کہ چراگاہ میں جا گھسے گا۔ اور یقین جانئے کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کے محارم ہیں خبردار جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور جب وہ سنور رہا ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے۔ اور وہ قلب ہے۔

پاک کھاؤ اور نیک عمل کرو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا جو رسولوں کو حکم دیا تھا کہ اے رسولو! پاک کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو ہماری دی ہوئی پاک چیزیں کھاؤ پھر ایک آدمی کا ذکر کیا کہ جس نے لمبا سفر کیا کھلے ہوئے بال اور غبار آلودہ ہو پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہے اے رب! اے رب حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے پہننا حرام ہے اور حرام سے پلتا رہا پھر کیسے اس کی دعا قبول کی جائے۔

ایمان کا ذائقہ

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: عباس بن عبد المطلب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کا ذائقہ اس شخص نے چکھا جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین (طریق زندگی) ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر رضامند ہو گیا۔

ایمان کے اثرات

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ رِوَایَۃَ فُضَالَۃَ وَالْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے کہ جس سے لوگوں کی جانیں اور مال محفوظ رہیں (ترمذی نسائی اور بیہقی) اور مجاہد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طاعت کی راہ میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو چھوٹے بڑے گناہوں کو چھوڑ جائے۔

افضل ایمان

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّہٗ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَتُبْغِضَ لِلّٰہِ وَتُعْمِلَ لِسَانَکَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ

باقی صفحہ

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

ہفت روزہ
خدام الدین
فون نمبر ۶۷۵۴۵

سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی - ۶ روپے

جلد نمبر ۱۰ || ۲۱؍ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ بمطابق ۳۱؍ جولائی ۱۹۶۴ء || شمارہ - ۱۲

عید میلاد النبی

ملت اسلامیہ کے لئے لمحۂ فکریہ

حضورؐ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت سارے پاکستان میں انتہائی تزک و احتشام اور محبت سے منایا گیا - اہل لاہور نے بازاروں کی تزئین و آرائش پر ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کی - بازاروں کو سجایا گیا - رنگ رنگ کے قمقمے اور پنکھے لگائے گئے - اور بلاشبہ ایک بازار دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھا - اسکے علاوہ اب کے ایک بدعت بھی ہوئی کہ مختلف مقامات پر مکہ معظمہ، خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ کے ماڈل بنائے گئے ۔ اور ان پر فن کاروں نے اپنے فن کا خوب خوب مظاہرہ کیا - یہی نہیں بعض مقامات پر بت بنا کر ان ماڈلوں کے سامنے رکھے گئے اور ان کی نماز کو مختلف حالتوں میں دکھایا گیا - اور پھر ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ اگر کوئی آگے جانے کی کوشش کرتا تھا تو اس کو سختی سے کہا جاتا تھا - کہ جوتے اتار کر اندر جاؤ - اس مسرت زا دن پر دو المناک حادثے بھی ہوئے ایک عروبی بازار مزنگ میں ایک چھجا گرنے سے کچھ لوگ شہید ہوئے اور متعدد زخمی اور مجروح ہوئے - لیکن اس سے زیادہ اندوہناک حادثہ یہ ہوا - کہ ایک مسلمان کی بیوی بیمار تھی اس نے بڑی کوشش کی کہ جلوس والے اس کو راستہ دے دیں تا کہ وہ جلد سے جلد اپنی مریضہ کو ہسپتال لے جا سکے - مگر جلوس والوں نے اس کو راستہ نہ دیا - ان محبان رسول نے پولیس کے کہنے پر بھی راستہ دینے سے انکار کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا - کہ اس کے ورثا کو مریضہ کو ہسپتال لے جانے کیلئے ایک طویل راستہ اختیار کرنا پڑا - اور اس غریب نے ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ دیا -

یہ مبارک اور سعید دن گذر گیا - بلاشبہ اس دور الحاد میں جبکہ مسلمان اپنی خصوصیات ترک کرتے چلے جا رہے ہیں زندگی کی یہ رمق رسولؐ اللہ سے محبت کی صورت میں موجود ہے - اور جب تک یہ شعلہ عشق موجود ہے یقیناً مسلمان زندہ رہیں گے - ہم تو اس بات کے متمنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہر گھڑی اور ہر آن دلوں میں زندہ رہے -

اب سوال یہ ہے کہ کسی بڑے انسان کی یاد کیونکر زندہ رکھی جا سکتی ہے ہماری رائے میں اسکی زندگی کو عوام کے سامنے پیش کیا جائے - اور اس کے بتلائے ہوئے راستے پر چلا جائے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے متعلق ہمارا ایمان ہے کہ حضور اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھے - حضورؐ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اور ایک ایک لمحہ ہمارے لئے مشعل ہدایت کی صورت میں موجود ہے - حضورؐ کے اخلاق عالیہ کے متعلق ایک مرتبہ جب کسی شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا - کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ؟ قرآن کریم ہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اخلاق ہے -

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبیؐ ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم مجھ سے محبت رکھنے کے آرزومند ہو تو میری تابعداری اور پیروی کرو اللہ تم کو اپنا دوست بنائے گا - یہاں ایک نقطہ قابل غور یہ ہے - کہ آیت مبارکہ میں یہ نہیں کہا گیا - کہ تم رسول اللہ سے محبت کرو گے تو اللہ تم کو دوست بنائے گا - بلکہ ارشاد ہوتا ہے - کہ رسولؐ اللہ کی تابعداری ہی تمہیں اللہ کا دوست بنا سکے گی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری یہ ہے کہ حضور کے ارشادات پر پورے ایمان و ایقان سے عمل کیا جائے -

آیئے اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہم اپنی محبت رسول کا جائزہ لیں کہ سال کے بعد ہم یہ جو کچھ کرتے ہیں - اس سے نبیؐ آخری الزماں خوش ہو جائیں گے ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرما دیا تھا کہ بیٹی آخرت میں تیرے اپنے اعمال ہی تیرے کام آئیں گے محض رسول اللہ کی بیٹی ہونا تیری بخشش کے لئے کافی نہ ہوگا - اور اگر خدا کی خوشنودی اور جنت اتنی آسانی سے مل سکتی - تو ان لوگوں کو جہاد اور مجاہدوں کی کیا ضرورت تھی جنہوں نے اپنی زندگیاں ہی خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی تھیں جنہوں نے حضورؐ کی ہر سنت پر ایک فرمان بردار غلام کی طرح عمل کیا - کیا آج کے مسلمان رسول اللہ کے پورے متبع ہیں ؟ کیا ہماری زندگیاں ہمارا کاروبار، ہمارے معاملات دنیوی اسی طرح انجام پا رہے ہیں - جس طرح رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے - اگر نہیں - تو سال کے بعد یہ شان و شوکت اور تزئین و آرائش ہرگز رسول خداؐ کی خوشنودی کا باعث نہ ہو گی - اگر ہم میں واقعی فداکاری کا جذبہ ہے تو ہمیں اپنی زندگیوں کو عین اسلامی سانچے میں ڈھال لینا چاہیئے - یہ تصور دل سے نکال دیجئے - کہ دنیا بھر کے گناہ بھی کرتے رہو - اور سال کے بعد محض جشن میلاد النبیؐ منا لینے سے تم جنت کے وارث ہو جاؤ - اگر آپ واقعی رسولؐ اللہ کو خوش کرنا چاہتے ہو تو رسول اللہ کی غلامی کا جوا اپنی گردن میں ڈال لو پھر سرکشی اور بغاوت کے کیا معنی ؟ ایسا کام ہرگز نہ کیا جائے جو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ ہو -

جشن عید میلاد النبیؐ منانے والوں سے ہم صرف یہی عرض کر سکتے ہیں کہ یہ دن اس طریق پر منائیے کہ جس سے اللہ اور اس کے رسولؐ خوش ہوں - مسلمان اس دن یہ عہد کریں کہ وہ مستقبل میں اپنی زندگیوں کو ایک صحیح مسلمان کے سانچے میں ڈھالیں گے - آپ یہ دن شان و شوکت سے منائیں لیکن اس میں شرک اور خلاف اسلام حرکات کو داخل نہ ہونے دیا جائے - ان گنہگار آنکھوں نے اس مقدس جلوس میں نوجوانوں کی بدمعاشیاں دیکھی ہیں ایسے مقدس دن ایسی شرمناک حرکتیں اور اس پر رسولؐ اللہ کی محبت کا دعویٰ ! کس قدر شرمناک بات ہے -

ایک تجویز

اگر آپ لوگ اس دن کے منانے کے خواہشمند ہیں تو ضرور منائیے مگر آپ پہلے اپنی زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالیئے - بازاروں کی تزئین و آرائش میں مقابلہ بازی کو ختم کیا جائے - اور ایک پاکیزہ ماحول پیدا کیا جائے - اسراف سے پرہیز کیا جائے کیونکہ قرآن نے اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے - ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دن سیرت کی مجالس منعقد ہوں - جن میں سیرت رسولؐ پر تقریریں ہوں اور اس دن ہر مسلمان یہ عہد کرے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدس کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں جاری و ساری کرنے کی کوشش کرے گا - یہ وہ انقلابی دن ہے - جس نے کفر زار عرب کی کایا پلٹ دی مگر افسوس کہ ہم مسلمان کہلاتے ہوئے اور حضورؐ کی محبت کا دم بھرتے ہوئے اپنی کایا پلٹ نہیں کر سکے - ہم پر جو کچھ بیت رہی ہے وہ اس لئے کہ ہم نے دن تو منا لیا - مگر سیرت کو ترک کر دیا - اسلام نے حقوق العباد پر بہت زور دیا ہے آیئے دیکھیں کہ ہم کہاں تک حقوق العباد کو پورا کر رہے ہیں کون سی سماجی برائی ہے جو ہم میں نہیں اس پر بھی محبت رسول کا دعویٰ ہمیں زیب دیتا ہے ؟

۴
اللہ کریم ہم مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم احکام

۴ - قرآنی اور سنت خیر الانام پر عامل ہو کر اپنی زندگیوں کو ایک سچے مسلمان کی طرح گزاریں اور لہو و لعب کو ختم کریں جن کی قرآن نے مذمت کی ہے -

۱۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۶۴ء

اپنے آپکو اسلامی سانچے میں ڈھالئے

مجلس ذکر

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡد۔

عید میلاد النبی کا دن جس جوش وخروش سے منایا گیا۔ یہ جذبہ تو قابلِ قدر ہے۔ مگر طریقے قطعی خلافِ سنّت و بزرگانِ دین کے خلاف ہیں۔ قرآن کا نام لے کر قرآن کو ختم کرنے کی سازش ہے۔ ہم یہاں چند نفوس جو جمع ہوتے ہیں، قرآن وحدیث کی باتیں سناتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے۔ بہترین کام وہ ہے جس میں ہمیشگی ہو خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام نے ہمیں ایک نظام اوقات اور ضابطۂ حیات دیا ہے۔ چنانچہ جو شخص اسکے مطابق زندگی گذارے وہی صحیح مسلمان ہوگا۔ اسلام زبانی جمع خرچ کا قائل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافتِ راشدہ کے طریقے پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا کرے۔ حضورؐ سے پوچھا گیا۔ کہ دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اخلاق اسی طرح تین دفعہ پوچھا اور آپ نے یہی فرمایا۔ حضرتؓ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کا خلاصہ کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ خالق کو عبادت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو۔ بہترین عمل کے متعلق حضور کا فرمان ہے۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا عالم ہو اور قرآن پڑھائے۔ قرآن کا حکم ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین چنانچہ ظاہر ہے کہ اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ یہ عید میلاد النبی پر اسراف قرآن کے صریحاً خلاف ہے۔ نماز مسلمان کی معراج ہے مگر ہم اس طرف آتے ہی نہیں۔ یتیمی اور بیواگان کے حقوق کا ہمیں قطعاً کوئی خیال نہیں۔ ہمیں یہاں سیر گاہیں مل جائیں گی مگر اخلاق گاہیں عنقاء ہیں حالانکہ سب سے زیادہ اہمیت اخلاق کو دینی چاہیئے۔ باقی سب چیزیں بعد کی ہیں۔

حق گوئی کا قحط ہے اسلامی چال چلن کا قحط ہے، خلاف اسلام چیزوں کو ہر طرح فروغ ہو رہا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو عملاً ناپسند کیا جا رہا ہے تفو بر تو چرخ گرداں تفو۔

حضورؐ ریا کے متعلق فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی امّت کے بارے میں سب سے زیادہ ڈر اس سے لگتا ہے۔

اور آج ہم سب اسی میں مبتلا ہیں اخلاق کو سنوارنا چاہیئے۔ اور سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی میں داخل کرنا چاہیئے۔ صرف نماز ہی کافی نہیں ہے بلکہ پوری زندگی کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے ہمیں چاہیئے کہ خود اسلامی زندگی گذاریں اور اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کو بھی اسلام کے مطابق زندگی گذارنے پر مجبور کریں دنیا کی تعلیم حاصل کرنے سے کوئی منع نہیں کرتا مگر دین کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔ اللہ والوں سے رابطہ قائم رکھیئے اور پھر انشاء اللہ دیکھئے کہ کس طرح سے ترقی ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اللہ کے نام کی برکت سے دونوں جہاں بہتر ہو جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم کو کتاب وسنت کا پابند بنائے اور زندگی کے ہر گوشے میں ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

نعتِ کریمہ

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ انسان اکمل ہیں سُنیئے ہو کون
ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون

نبی البرایا رسولِ کریمؐ
نبوّت کے دریا کا دُرِّ یتیم

حبیبِ خدا سیّد المرسلین
شفیع الورٰی ہادیٔ راہِ دین

محمدؐ ہے نام اس کا احمد لقب
بیاں ہو سکے منقبت اس کی کب

دِل اس کا جو ہے مخزنِ سرِ غیب
مبرا خطا سے ہے بلا شک وریب

زباں اس کی ہے ترجمانِ قدم
ہُوا باغ دیں جس سے رشکِ ارم

بظاہر کو ہے مقطع انبیاء
حقیقت میں ہے مطلعِ انبیاء

الٰہی ہزاروں درود و سلام
تو بھیج اس پر اور اس کے یاروں پہ عام

منقول از جامع التفاسیر للعلامہ قطب الدین دہلوی

سورہ احزاب ص۹



جملہ خط وکتابت اور اور ترسیل زر بنام منیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور بھیجائے اور منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا پتہ اور تفصیل ضرور لکھی جائے۔

(ادارہ)

نَفۡسَكَ" کا خطاب سننے کی نوبت آتی تھی۔ فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے عمیق پہلو یہ ہے کہ آدمی دنیا کی ان حقیر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوند قدوس کی عظیم ہستی سے غافل و ذاہل نہ ہو۔ جب تک یہ چیز قلب میں موجود رہے گی تمام معاملات عدل و اخلاق کی میزان میں پورے اتریں گے۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے بہترین و بے مثال اخلاق سے فائز المرام کئے گئے تھے۔ ظاہر ہے۔ جس بزرگ و برگزیدہ ہستی کو حق تعالیٰ نے ساری کائنات کے لئے نمونہ بنایا ہے اس کے اخلاق بھی ساری مخلوق سے بہتر اور ممتاز ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ دوسروں کے لئے مشعل راہ اور باعث ہدایت بن سکے۔ چنانچہ

ارشادِ نبویؐ

ہے آپؐ فرماتے ہیں:۔

بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الۡاَخۡلَاقِ وَمَحَاسِنَ الۡاَعۡمَالِ میں بزرگ ترین اخلاق اور نیکو ترین اعمال کی تکمیل کے لئے نبی بنایا گیا ہوں۔

حدیث مذکورہ اور زیب عنوان آیت قرآنیہ سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب خلق عظیم ہیں اور مخلوقِ خداوندی کو اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دینے اور انہیں نیکوترین اعمال سکھانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اب اس سلسلے میں آپ کی تعلیمات کا اجمالی خاکہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)

ترمذی اور ابوداؤد نے ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا مِنۡ شَيۡءٍ اَثۡقَلُ فِيۡ مِيۡزَانِ الۡمُؤۡمِنِ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ مِنۡ خُلُقٍ حَسَنٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُبۡغِضُ الۡفَاحِشَ الۡبَذِيَّ۔ قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزن دار شے اچھا خُلق ہوگا۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی شے بھاری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بے حیا، بدزبان سے پرہیز رکھتا ہے۔

(۲)

صحیحین میں ہے:۔ خِيَارُكُمۡ اَحَاسِنُكُمۡ اَخۡلَاقًا نیک اور بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں

(۳)

ترمذی شریف میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص مجھے پیارا اور میرے دربار میں مجھ سے قریب تر ہوگا جو اچھے اخلاق والا ہے مگر چبا چبا کر باتیں بنانے وا

خطبہ جمعہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۴ء

صاحبِ خُلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد:۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ۝

ترجمہ:۔ بے شک آپ پیدا ہوئے ہیں بڑے خُلق پر۔

بزرگانِ محترم! جب سے کائنات وجود میں آئی ہے حق و باطل کے سلسلے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں اور دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی حق پرست، ہادی یا مصلح حق و صداقت کی آواز بلند کرتا ہے۔ تو باطل کے پجاری اُس کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کر دیتے ہیں۔ اسے طرح طرح کی ایذائیں دی جاتی ہیں اس کی راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ اور مختلف قسم کے بے ہودہ القاب سے اس اللہ کے بندے کو یاد کیا جاتا ہے۔ آپ اپنے ہی گردوپیش پر نگاہ دوڑائیں صاف نظر آئیگا کہ ڈاڑھی والوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ نمازیوں کو "میسٹر" کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اور علماء کے وعظ و نصیحت کو "ملا ازم" کا نام دے کر استہزاء و تضحیک کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ اسی قسم کا سلوک ہمارے آقا و مولا سید المرسلین خاتم النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کیا گیا انہیں طرح طرح کے دُکھ اور تکلیفیں دی گئیں ستم کے پہاڑ ان پر توڑے گئے اپنوں اور بیگانوں نے مخالفتیں کیں باطل کے پجاریوں نے انہیں طرح طرح کے ناموں سے پکارا، ساحر، مجنوں اور اسی قسم کے کئی القاب سے آپ کو یاد کیا۔ اس پر شفقت و رحمت خداوند جوش میں آگئی اور حق تعالےٰ شانہٗ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں محوِ کلام ہوئے

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَ ۝ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ۝

ترجمہ:۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ اور تیرے واسطے بدلا ہے بے انتہا اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خُلق پر۔

اندازہ فرمایئے اللہ رب العزت کس محبت بھرے انداز میں کلام فرما رہے ہیں۔ اور کہہ رہے کہ اے ہمارے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ غمگین نہ ہوں۔ ان کے دیوانہ کہنے سے آپ کا اجر بڑھتا ہے اور غیر محدود فیض و ہدایت بنی نوع انسان کو آپ کی ذات سے پہنچنے والا ہے اس کا بے انتہا اجر و ثواب آپ کو یقیناً ملنے والا ہے۔ کیا دیوانوں اور پاگلوں کا مستقبل ایسا پائدار اور شاندار کسی نے دیکھا ہے؟ یا کسی مجنوں کی اسکیم اس قدر کامیاب ہوتے سُنی ہے؟ پھر جس کا رُتبہ ہمارے (یعنی اللہ جل شانہٗ) ہاں اتنا بڑا ہو اُس کو چند احمقوں کے دیوانہ کہنے کی کیا پروا ہونی چاہئیے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ۝ کے حاشیہ میں شیخ الاسلام عثمانی مرحوم یوں رقمطراز ہیں:۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق و ملکات پر آپ کو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) پیدا فرمایا کیا دیوانوں میں ان اخلاق و ملکات کا تصور کیا جا سکتا ہے ایک دیوانے کے اقوال و افعال میں قطعاً نظم و ترتیب نہیں ہوتی نہ اس کا کلام اس کے کاموں پر منطبق ہوتا ہے برخلاف اس کے آپ کی زبان قرآن ہے۔ اور آپ کے اعمالؐ و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی، جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپ میں فطرتاً موجود اور جس بدی و زشتی سے روکتا ہے آپ طبعاً اُس سے نفور و بیزار ہیں۔ پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حد تناسب و اعتدال سے ایک انچ اِدھر اُدھر ہٹنے نہیں پاتی۔ آپ کا حُسنِ اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ جاہلوں اور کمینوں کے طعن و تشنیع پر کان دھریں۔ جس شخص کا خلق اس قدر عظیم اور مطمح نظر اتنا بلند ہو بھلا وہ کسی مجنوں کے مجنوں کہہ دینے پر کیا التفات کرے گا۔ آپ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے۔ جس کی بدولت فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

خوش کلامی جتانے والے، اپنی خوش گپیوں سے دوسرے کو تھکا دینے والے مجھے ناپسند ہوں گے اور دربار میں دور تر بھی ہوں گے۔

(۴)

صحیح ترمذی میں ارشاد نبوی ہے :-

اِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ

ترجمہ :- اچھے خلق والا اس درجہ کو حاصل کر لیتا ہے جو نفلی عبادت اور نفلی روزہ رکھنے والے کا ہوتا ہے۔

ان احادیث سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ تکمیل ایمان، قرب رسول اور مالک کی پسندیدگی کے مدارج کا دارومدار اخلاق حسنہ پر ہے۔ مگر بدقسمتی سے آج کل محض عبادات کو ہی دین سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ اخلاق حسنہ بھی دین کا حصہ ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگ موجود ہیں جو صرف دکھلاوے کی عبادت کرتے ہیں لیکن اخلاق سے قطعاً عاری ہیں، بڑے بھائیوں کی اور والدین کی عزت کو داغ لگاتے ہیں۔ حقوق العباد ادا نہیں کرتے۔ اور لوگوں کو سلام تک کا جواب دینے میں بوجھ محسوس کرتے ہیں لیکن خود کو ولی اللہ اور روحانیت کا پیکر باور کرانے کے درپے ہیں حالانکہ جب تک اخلاق حسنہ پیدا نہ ہوں کوئی روحانیت کے مدارج طے نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہمیں سمجھ عطا فرمائے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے اخلاق حسنہ کو اپنانے کی طاقت بخشے۔

بزرگان محترم!

ویسے بھی عام حالات میں کسی انسان سے ملئے کسی کے پاس جائیے۔ کسی سے گفتگو کیجئے آپ اس کی اچھائی برائی کے متعلق پہلا حکم اس کے اخلاق ہی کی بناء پر لگائیں گے پھر اس کی جتنی نیک عادات آپ کے سامنے آتی جائیں گی اتنی ہی اس کی محبت آپ کے قلب میں راسخ ہوتی جائے گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کی ساری زندگی دیکھ جائیے آپ کو یہ چیز نمایاں نظر آئے گی کہ جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آیا اور اس نے آپ کے دامن رحمت میں سر چھپایا پھر دنیا کی کوئی طاقت یا خوف اور مصائب و آلام کے پہاڑ بھی اسے آپ سے جدا نہ کر سکے، وہ آپ کا جاں نثار و وفادار ہی بن کر رہا اور اپنی زندگی بھر آپ پر پروانہ وار جان چھڑکتا رہا اور یہ سب کچھ آپ کے خلق عظیم اور اللہ کے فضل ہی کی بدولت تھا۔

اعلان نبوت سے پہلے آپ کے اخلاق

کسی کا قول ہے "سعید فطرت انسان بے ادبوں سے ادب سیکھتے ہیں اور جاہلوں کی بدکرداریاں ان کے لئے وجہ عبرت بن کر ان کے تزئین اخلاق کا سبب بن جایا کرتی ہیں" ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے کسے علم نہیں کہ آپ یتیم تھے اگر آپ کی فطرت معمولی ہوتی تو عرب کے بد اخلاق بچوں کی صحبت آپ پر ضرور اثر انداز ہو جاتی لیکن ہوا یہ کہ وہ عرب کے بگڑے ہوئے ماحول میں بھی سنورتے ہی گئے اور عبرت حاصل کرتے رہے اور مکتب فطرت میں معلم قدرت سے سبق حاصل کر کے بچے سے جوان اور جوان سے بوڑھے ہوئے مگر ہے کوئی؟ جو ان کے کسی عمل یا کسی قول و فعل پر حرف گیری کر سکے؟ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

آپ کی زندگی کا جائزہ لیجئے تو صاف نظر آئے گا کہ بچپن ہی میں آپ میں تمام اخلاقی محاسن اور نورانی تجلیات جلوہ گر ہو چکی تھیں۔ چلن نہایت شریفانہ، رفتار میں وقار، گفتار میں متانت اور مزاج میں محبت و ہمدردی کے جوہر موجود تھے کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے، حیا آپ میں کوٹ کوٹ کر ہی نہیں بھری تھی بلکہ آپ مجسمۂ حیا تھے۔ جوان ہو کر آپ کا جوہر درخشاں اور چمک اٹھا۔ آپ ان عربوں میں جو بد خصلت، بددیانت، بدکردار اور مشرکوں کے سردار تھے "امین اور صادق" کے معزز لقب سے ملقب ہو گئے اور ہر چھوٹا بڑا آپ کی عزت کرنے لگا

منصب نبوت

عطا ہونے پر آپ کی ذات مطلع انوار بن گئی اور آفتاب ایزدی کی پہلی شعاع نے آپ کے کاشانۂ ہستی کو نورٌ علیٰ نور بنا دیا آپ دشمنوں و مخالفوں کو فیاضی کے ساتھ بخشنے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے تھے۔ کسی کو زبان سے کبھی برا نہ کہا کسی کے لئے بددعا نہ کی کسی کو نہیں ستایا، کسی کو دکھ نہ دیا، غریبوں اور ضعیفوں کے ملجا و ماویٰ بنے رہے، کسی سائل کو نہ جھڑکا، کسی کو جود و کرم سے محروم نہ جانے دیا، امانتوں اور وعدوں کا پورا لحاظ رکھا۔ ہر قسم کے لہو و لعب اور بری اور آوارہ صحبتوں سے علیحدہ رہے، غور و فکر، ذکر و شغل، مجاہدہ و ریاضت میں وقت گزارا، برائی کی اصلاح، بگڑے ہوؤں کی درستی اخلاق اور مصیبت زدوں کی امداد شیوۂ عمل رہا تنہا پہاڑوں میں اور جنگلوں میں بیٹھے اور تنہائی میں مصروف عبادت رہتے دن بھر روزے رکھتے اور اکثر راتیں نماز و استغراق میں گزر جاتیں خود بھوکے سو رہتے مگر حتی الامکان کسی کو بھوکا نہ سونے دیتے۔ اس استغراق و محویت اور زہد و ورع میں بھی آپ کی شگفتگیٔ طبع قائم رہتی نرمی و لینت سے بات کرتے، محبت و راحت سے ملتے اور تبسم و خرمی کے ساتھ باتیں کرتے تھے بچوں سے کھیلتے، بیویوں کی دلجوئی کرتے، اعزہ و اقارب کا خیال رکھتے اور تبلیغ دین میں پوری ہمدردی و اخلاق سے کام لیتے تھے جہاں تک راست بازی، امانت، تدین، حلم اور عفو و عدالت کا تعلق ہے۔ سارا عرب آپ کا سکہ مانے ہوئے تھے۔ کوئی بدترین دشمن بھی آپ کے خلاف کوئی الزام عائد کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ تمام قریش اور کفار مکہ میں آپ الامین اور صادق مشہور تھے۔ جب بھی آپ سے کسی کا معاملہ پڑتا تو وہ آپ کی دیانت اور سلجھے ہوئے رویہ کو دیکھ کر آپ کا گرویدہ و شیدا ہو جاتا۔ مکہ اور اس کے گرد و نواح میں ہمیشہ فسادات کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ لیکن آپ نے کبھی ان میں حصہ نہ لیا۔ بلکہ ہمیشہ مصالحت اور امن کی مساعی میں مصروف رہے۔ جس سے ملتے پوری خاکساری اور عجز و انکساری سے بات کرتے تھے آپ کے کلام میں بلا کی شیرینی اور مزاج میں حد درجہ نرمی و محبت تھی۔ راستے میں کہیں بچے مل جاتے تو وہ آپ کی ٹانگوں میں چمٹ جاتے اور آپ ان سے نہایت محبت و شفقت سے باتیں کرتے کسی کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے اور کسی کو چومتے تھے بڑوں بوڑھوں کا ادب ہر موقع پر ملحوظ رکھتے اور سب کے ساتھ تواضع اور اخلاق سے پیش آتے تھے کوئی بات کرتا تو پوری توجہ سے سنتے اور اطمینان و نرمی کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ آپ پرلے درجہ کے مہمان نواز، غریب پرور، مصیبت زدوں کے غمگسار اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کے حامی و ناصر تھے مظلوم کی حمایت اور ظالم کی فہمائش آپ کا وطیرہ عمل تھا

حضور کے مظاہر اخلاق

مولانا شبلی نعمانی مرحوم نے لکھا ہے۔ کہ سرکار دو عالم کے خلق عظیم میں مسلم و کافر دوست دشمن اور عزیز و بیگانہ کی کوئی تمیز

(باقی بر صفحہ ۱۸)

شانِ رسالت مآب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ دانائے سُبُل ختم الرُسُل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی

کائنات عالم سے نرالی شانِ محمدی ہے کہ خدا آپ کا رب العالمین، نبوت آپ کی رحمۃ اللعالمین، کتاب آپ کی نذیراً للعالمین خدا آپ کا رحمٰن الرحیم اور آپ بالمومنین رؤف الرحیم آپ کا خدا مالک یوم الدین اور آپ شفیع المذنبین۔

محمد مصطفیٰ گنج سعادت کے امین تم ہو
شفیع المذنبین ہو، رحمۃ اللعالمین تم ہو

حق سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرتؐ کو تمام انبیاء اور آسمانی فرشتوں پر فضیلت عطا فرمائی

(۱) پہلے نبیوں کو خاص قوم اور خاص بستی کی طرف بھیجا جاتا تھا اور آپ کو کافۃ للناس کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ آپ نے اپنی شریعت کی مشعل سے تمام شریعتوں کے ٹمٹماتے چراغوں کو گل کر دیا۔

(۲) آپ کے رعب کی دھاک ایک ماہ کی مسافت کی دوری پر لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جاتی تھی۔

(۳) خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا۔

(۴) روئے زمین کو مسجد اور اس کی مٹی کو طاہر بنا دیا۔

(۵) آپ کو مقام محمود عنایت کیا۔

(۶) جو آپ پر ایمان لایا وہ مسخ اور خسف سے بچ گیا۔

آپ دونوں جہاں جن، وانس، عرب و عجم، دونوں فریقوں کے سردار ہیں۔ آپ حسنِ سیرت اور کریمانہ اخلاق میں تمام انبیاء سے فوقیت رکھتے ہیں آپ بشر ہیں مگر تمام اولین و آخرین مخلوق سے بہتر ہیں۔

آپ اوّل الانبیاء ہیں۔ جس وقت آدم روح وجسم کی درمیانی حالت میں تھے یعنی مٹی کا پتلا بے جان تھا اس وقت آپؐ کے لئے نبوت نامزد ہوئی۔ گو آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا (ترمذی)

آپ اوّل المسلمین بھی ہیں۔ یعنی اُمتِ محمدیہ کے اعتبار سے آپ کا اسلام میں اوّل نمبر ہے۔

آپ دائرہ نبوت میں مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں اور باقی جملہ رسل وانبیاء دائرہ کے محیط پر ہیں۔ محیط کے پہلے نقطہ پر آدمؑ کا سلسلہ بغیر ماں اور باپ کے تھا اور آخری نقطہ پر حضرت عیسیٰؑ ہیں جو بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور آپؐ ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد بزرگوار اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

آپؐ نے اپنی مثال ایک قصر نبوت سے دی جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو، آپؐ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں بدیں وجہ خاتم الانبیاء ہوں سو آپ ایک صورت میں اول الانبیاء اور دوسری صورت میں خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ کو یتیمی کی حالت میں بذریعہ آپ کے دادا عبدالمطلب بہترین کفیل عنایت کیا آپؐ کو بوساطت حضرت خدیجہؓ دولت سے مستغنی فرمایا گیا۔ آپ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا گیا جس کی تلاش میں آپ حیران و سرگرداں تھے۔ آپؐ کو انشراح صدر سے نوازا گیا۔ آپؐ کو خیر کثیر اور حوض کوثر عطا کیا گیا آپؐ کو مبشر، نذیر، داعیاً الی اللہ۔ سراجاً منیرا کے القاب مرحمت فرمائے گئے۔ آپؐ کا اسوۂ حسنہ قابل تقلید جتلایا گیا۔ ؎

نبی رسول اللہ مارا اُسوۃ !
سنت او ست مارا قدوۃ !

اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں لوگوں کو حکم دیا کہ آپ کو تعظیمی القاب سے پکاریں آپ کی صحبت سے بلا اجازت اُٹھ کر نہ جائیں آپؐ کی آواز سے اونچی اپنی آواز نہ نکالیں ورنہ تمام اعمال برباد ہو جائیں گے۔

حق عزوجل نے تمام مخلوقات میں سے آدمؑ کو مکرم کیا اور اس کی تمام نسل میں سے اکرم المخلوق محمدؐ کو مصطفیٰ و مجتبیٰ فرمایا۔ اکابر اولیاء اللہ و علماء اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ عبودیت مرتبۂ کمال ہے۔ جس طرح الوہیت فقط اللہ تعالیٰ کی ذات میں منحصر ہے اسی طرح عبادیت کاملہ فقط آپ کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ اور تمام انبیاء آپ ہی کے سلسلۂ رحمت میں ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام سے روز ازل سے ہی عہد لیا گیا تھا کہ جو پیغمبر مبعوث ہو وہ اپنی اُمت کو آنحضرؐ کی بزرگی سے آگاہ کرے اور ہر اُمت میں ایک رسول بھیج دیا۔ اس طرح زمین کی تمام اُمتیں آنحضرتؐ سے آگاہ ہو گئیں تب آخر میں اپنے حبیب عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کو بھیجا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہونگا مگر یہ بات فخریہ نہیں ہے علم حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ بات فخریہ نہیں ہے اور قیامت کے دن آدمؑ سے لے کر ہر نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور سب سے پہلے زمین سے میں ہی برآمد ہوں گا مگر یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں ہی شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی میں تمام اوّلین و آخرین کا سردار ہوں مگر میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا حضورؐ نے فرمایا ہم دنیا میں پچھلے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ میں ایک بات بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ تھے۔ موسیٰ کلیم اللہ تھے اور میں حبیب اللہ ہوں۔

میری عزت خدا کے نزدیک تمام اولادِ آدم سے زیادہ ہوگی۔ میرے چاروں طرف ہزاروں خادم گھومتے ہوں گے حضورؐ نے فرمایا مجھے حلۂ بہشتی پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں طرف کھڑا ہو جاؤنگا میرے لئے خدا سے وسیلہ کی خواستگاری کرو۔ وسیلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ جنت میں سب سے بڑا مرتبہ ہے جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں ہی انبیاء کا پیشوا، ان کا خطیب اور شفیع ہوں گا مگر میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو تکمیل اخلاق اور تمام محاسن کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

آپ کی بعثت تمام دنیا کے لوگوں کو عام ہے صرف عرب کے اُمیین یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں ہے جس

باقی بر صفحہ ۱۶

قسط نمبر ۴

انقلابی تفسیر سورۃ الجمعۃ

از امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:- غازی خدابخش اچھروی و شیخ بشیر احمد بی اے سمن آبادی

اب یہود کو ان کی غلطی پر صاف الفاظ میں متنبہ کیا جاتا ہے۔

۶۔ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

یہود کو چیلنج

یعنی اگر یہود کا یہ خیال ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے جس طرح موسیٰؑ کو ساری دنیا سے چن لیا ایسے ہی موسیٰؑ کے متبع ہونے کی وجہ سے یہود دنیا کی ممتاز ترین قوم ہے اور کوئی قوم اس مقام پر نہیں پہنچتی تو ان کا زعم صرف اسی صورت میں صحیح مانا جاسکتا ہے کہ موسیٰؑ کی تعلیم کے پورے پورے پابند ہوں اور خدا سے موت مانگیں یعنی جس میدان میں موت کا اندیشہ ہو وہاں آگے بڑھ کر اپنی تعلیمات کا پھیلائیں یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت مسیحؑ کے حواریوں سے بہتر مانتے ہیں۔ مگر وہ لوگ تو مسیحؑ کی تعلیم اور تورات موت کے منہ میں جاکر پہنچا آتے ہیں اگر یہود سچے ہیں۔ تو انہیں بھی اس طرح آگے بڑھ کر میدان میں جانا چاہئے۔

تمنائے موت کی تفسیر قرآن سے

تمنائے موت کی تفسیر قرآن نے کردی ہے ایک صحابی بدر میں حاضر نہ ہوسکے تھے وہ کہنے لگے کہ کاش ہمیں بھی کفار سے لڑنے کا موقع ملتا پھر اللہ سبحانہ تعالےٰ دیکھتا کہ ہم کیا کرتے۔ اس کے بعد احد کی جنگ ہوئی وہ صحابی اس جنگ میں شامل تھے مگر احد میں شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ (آل عمران ایت ۱۴۳ رکوع ۱۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں تمنائے موت کے معنی ہیں۔ میدان جنگ میں جانے کے لئے آمادہ ہونا دوسرے لفظوں میں قتل ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا۔ قرآن کا پروگرام ہو یا تورات وہ ایک ہی چیز ہے۔ یورپ کی انقلابی جماعتوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس میں موت سے نڈر ہونے کا مادہ نہ ہو وہ کسی معمولی انقلابی تحریک کو کامیابی سے نہیں چلا سکتا۔ قرآن حکیم یا تورات کے انقلاب کو کامیاب بنانا تو بہت بڑی چیز ہے۔

۷۔ وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝

موت سے بھاگنے کا سبب

چونکہ یہ لوگ انسانیت کے درجے سے گرچکے ہیں اس لئے یہ کبھی ایسے میدان میں نہیں اتریں گے جہاں انہیں موت کا خوف ہوگا۔ غلط طریقے پر زندگی تعمیر کرنا اپنے شرعی پروگرام کی مخالفت کرتے ہوئے سامان زندگی جمع کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ جس کی ایک علمی جماعت مرتکب ہوسکتی ہے۔ اگر وہ ایسے موقعوں پر جانے لگیں تو جو سامان انہوں نے اکٹھا کررکھا ہے اور جس کے بڑھانے میں وہ دن رات منہمک ہیں وہ برباد ہوجائے گا مگر انہیں سامان دنیا کی فراغت نصیب نہ ہوگی۔ جب تک وہ اپنے قانون کی حکومت نہ کرلیں گے۔ لیکن وہ اس قانون کی حکومت قائم کرنے کے لئے قربانی دینے کو تیار نہیں اس لئے ان کا اس پروگرام پر قبضہ جماکر بیٹھنا ظلم عظیم ہے۔

جملہ معترضہ:- ہم نے اپنی بیرونی زندگی میں اپنے ہندوستانی نوجوانوں کا جو کالجوں میں تعلیم پاچکے تھے یا ہماری اپنی درسگاہوں میں پڑھ چکے تھے کافی تجربہ کیا ہے۔ ان میں موت کے منہ میں جانے کی ہمت کسی دوسری قوم کے نوجوانوں سے کم نہیں پائی گئی۔ ایک ایک آدمی کو تین تین دفعہ موت کے منہ میں بھیجا گیا۔ وہ خوشی خوشی گیا اور کامیاب واپس آیا۔ اگر ہم یہ چیزیں نہ دیکھ لیتے تو ہمیں کبھی یہ ہمت نہ ہوتی کہ ہم شاہ ولی اللہؒ کے پروگرام کے پروگرام یا شیخ الہندؒ کے پروگرام کو زندہ کرنے کا نام نہ لیتے چونکہ ہمارے نوجوانوں میں یہ مرض سرایت نہیں کئے ہوئے اس لئے ہم خداوند تعالےٰ سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ اگر ہماری قوم میں دین کی پابندی کے ساتھ آج کے سائنٹفک انقلاب کا ڈھنگ پیدا ہوسکے۔ تو ہم دنیا کی قوموں کی صف اول میں بیٹھ سکیں گے۔ اسے چاہے مرض سمجھو یا خوبی ہماری قوم دین کے پروگرام کے سوا کسی اور پروگرام پر اٹھے گی نہیں یورپین ذہنیت کے لوگ اسے مرض ہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر چونکہ ہمارے پاس ایک دینی انقلابی پروگرام موجود ہے اور وہ ایک ایسی جماعت کے ہاتھوں میں ہے جس کے تربیت دادہ نوجوان موت سے نہیں گھبراتے اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر ان کو اس پروگرام سے پوری طرح واقف کردیا جائے تو وہ کسی دوسری قوم سے ہرگز پیچھے نہیں رہیں گے

جو موت سے گھبراتے ہیں وہ پیچھے ہٹ جائیں

یہاں ہم یہ بات نہایت بلند آہنگی کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مرشد نما بزرگ یا علمی نقشان رکھنے والا استاد موت کے منہ میں جانے کے لئے آمادہ نہیں ہے تو اسے دیوبندی جماعت کی سرداری سے مستعفی ہو جانا چاہئے ہمارے استاد حضرت مولانا محمود حسنؒ شیخ الہند ہمارے بزرگوں میں تیسرے طبقے کے آدمی تھے پہلے طبقے کے لوگ وہ تھے جو حضرت مولانا محمد قاسمؒ کے ساتھی تھے دوسرے طبقے کے وہ لوگ تھے۔ جو حضرت مولانا گنگوہیؒ کے طرز سے تھے مولانا شیخ الہندؒ ان دونوں جماعتوں سے پیچھے کی جماعت کے فرد تھے ہم نے ان کو موت سے اتنا بے خوف دیکھا ہے کہ ہم سے دنیا کے کسی انقلابی کو ان کے برابر نہیں مان سکتے۔ اس لئے ہماری طبیعت میں فخر ہے کہ ہمارا استاد دنیا کے سب انقلابیوں سے زیادہ موت سے بے خوف بزرگ تھا۔ جس جماعت کا رہنما ایسا ہو اور جس کے نوجوان افراد ویسے ہوں جیسے ہم نے دیکھے وہ دنیا میں ناکام نہیں رہ سکتی مگر شرط یہ ہے کہ موت سے ڈرنے والے آدمیوں کو جماعت کی لیڈرشپ سے قطعاً خارج کردیا جائے۔

ہمارے استاد جہاد کی تحریک کے رہنما تھے ہماری اس جماعت کے سب آدمی اس چیز کو جانتے ہیں حتیٰ کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمان القرآن میں سورۂ براءت کی کسی آیت کی تفسیر میں اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے فلاں سن میں علماء کو دعوت جہاد دینی شروع کی تو سوائے مولانا محمود حسنؒ

سے تجاوز نہ کرنے پائے تمدن معاشرت اقتصادیات اور سیاسیات میں ہدایات الٰہیہ کا پابند نظر آئے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ احکام وہدایات نازل فرمائیں اس مجموعہ کا نام دین اسلام ہے جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے اور ہر شعبۂ زندگی اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

اسلام ایک آہنی قلعہ ہے

اسلام ایک قلعہ ہے ایک آہنی دیوار ہے جس کے اندر مسلمان کو بسایا گیا ہے۔ اس دیوار کو کوئی دوسرا توڑ نہیں سکتا لیکن اس کا کیا علاج کہ مسلمان خود ہی دشمن کے لئے پھاٹک کھول دے۔ اگر یہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقہ پر چلیں تو کبھی کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتے یہ تو حزب اللہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ یہ تو غالب ہی رہیں گے خود ہی اپنا ناس کرلیں تو اور بات ہے۔ مسلمان پر جب بھی تباہی آتی ہے۔ اپنے ہاتھوں آتی ہے۔ مسلمان دوسری قوم کے ہاتھ سے تباہ نہیں ہوتا اپنے ہی ہاتھ سے ہوتا ہے۔ تباہی اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے سے آیا کرتی ہے مسلمان جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

یاد رکھو کہ اگر کسی قوم کے دفاعی قلعے مسمار ہوجائیں۔ تو وہ دوبارہ تعمیر ہوسکتے ہیں۔ مگر جس قوم کے اخلاقی عناصر ٹوٹ جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے سربلندی عطا نہیں کرسکتی۔ اگر زندہ قوم بننا چاہتے ہو۔ اور دنیا میں عزت سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ تو اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو جو اطاعت میں مشغول رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ہر وقت ان کے شامل حال رہتی ہے وہ اپنے اطاعت گزاروں کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا

آج کل اسلام اور مسلمان ایک چیز نہیں ہے۔ جب یہ دونوں ایک تھے۔ تو ہماری تاریخ ہی مختلف تھی اب تو اسلام نام ہے کتابوں میں لکھے ہوئے ایک مذہب کا اور مسلمان نام ایک ایسی قوم کا جس کے اعمال کو دیکھو۔ یہودی بھی دیکھ کر شرما جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَمَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ ۝

پارہ ۱۳ الرعد آیت ۱۱

ترجمہ۔ بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوسکتا

اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور نگہبانی سے جو ہمیشہ اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے۔ کسی قوم کو محروم نہیں کرتا جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے جب بدلتی ہے۔ تو آفت آتی ہے پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی اور نہ کسی کی مدد کام آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اپنے کرتوتوں کی سزا ملتی ہے۔ جب لوگ اپنی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے نیکی کے فطری قویٰ اور استعداد کو بدل ڈالتے ہیں۔ اور خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو ٹھیک موقع پر خرچ نہیں کرتے تو حق تعالیٰ اپنی نعمتیں چھین لیتے ہیں اور شان انعام کو انتقام سے بدل دیتے ہیں پھر جس وقت اللہ تعالیٰ انتقام لینا چاہتے تو کوئی دوسری طاقت بچا نہیں سکتی پہلی قوموں کو ان کی سرکشی اور جرائم کی پاداش میں۔ جو جو سزائیں ملیں وہ اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ خدا کو مخلوق سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہرگز کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

دنیا اور آخرت میں حصول عزت کا طریق کار

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ پارہ ۲ البقرہ ۲۰۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اسلام میں سارے کے سارے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے

یعنی اسلام کو پورا پورا قبول کرلو۔ ظاہر و باطن۔ عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو۔ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم نہ کرو۔ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کرلیا جائے۔ اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو شیطان بدعات کو دین میں شامل کرکے تمہارے دین خراب کرتا ہے۔ اور تم خوش ہوتے ہو۔

محل اسلام کی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ہاتھوں نے جس سنگ بنیاد پر رکھی تھی۔ اگر ہم مسلمان رہ کر دنیا میں کوئی عزت پانا چاہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اسی بنا پر پھر اس محل کی درستی کریں جو اینٹیں کہیں سے گر چکی ہیں۔ ان کو پھر وہیں لگا دیں اور جہاں سے نقش و نگار بگڑ چکے ہیں انہیں پھر از سر نو درست کردیں۔ اگر ہم نے ان بنیادوں سے ہٹ کر دوسری چیزوں کو بنیاد قرار دیا اگرچہ اس کا نام اسلام ہی رکھا تو یاد رکھو کہ اس مصنوعی اسلام پر ان برکات کا نزول اور ان کامیابیوں کا حصول ناممکن ہے جو ہمارے اسلاف کو نصیب ہوئی تھیں اور جن کی یاد تازہ کرکے ہم مزے لیا کرتے ہیں اور جن کا حصول اپنے لئے سعادت عظمیٰ سمجھتے ہیں۔

یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جامع صفات حمیدہ آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا جو حضور پُرنور جیسا زبردست روحانیت والا ایسا شجاع زیرک۔ معاملہ فہم۔ مال اندیش خلق خدا پر رؤف رحیم واصل باللہ فنا فی اللہ باقی باللہ فرش زمین سے عرش بریں تک پہنچنے والا مجسم علم از سر تا پا حلم امن کا بانی صلح کا حامی ہو۔ ایسی جامع کمالات اور مؤید بروح القدس پاکیزہ ہستی نے امداد الٰہی سے انسان کے سود و بہبود اور اس کے عروج و ترقی کے لئے جو راستہ تجویز کیا ہے۔ کیا اس سے بہتر اور کوئی راستہ ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی نیا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کریگا۔ تو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر بنی نوع انسان کو کسی دوسرے سہارے کی ضرورت ہی نہیں رہتی

آج دنیا کو اس بات کی ضرورت ہے کہ اُسے بتایا جائے کہ رحمۃ للعالمین اس گئے گزرے زمانے میں ہمارے لوگوں کو کیا دوا تجویز فرماتے ہیں کسی وجہ سے بیقرار مریض کو صرف یہ بتلادینے سے کہ تمہارا معالج ایسا ہے اور ایسا ہے درد سے افاقہ ہو نہیں سکتا بلکہ درد سے افاقہ صرف دوا سے ہوسکتا ہے اس لئے دنیا بے تاب ہے کہ سرور عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درد لا دوا کے لئے کیا دوا تجویز فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس آب حیات کو دنیا کے سامنے پیش کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو عطا کر دیا اور جو ہر درد اور دوا کا درمان ہے وہی نسخہ کیمیا لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

اسلام تسلیم وانقیاد کا دوسرا نام ہے

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ٥

پارہ ۳ ال عمران آئت ۱۹

ترجمہ :۔ بے شک دین اللہ کے ہاں فرمانبرداری ہی ہے ۔ اور جنہیں کتاب دی گئی تھی ۔ انہوں نے صحیح علم ہونے کے بعد آپس کی ضد کے باعث اختلاف کیا ۔ اور جو شخص اللہ کے حکموں کا انکار کرے تو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے ۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

اسلام کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں ۔ مذہب اسلام کو بھی اسی لحاظ سے اسلام کہا جاتا ہے کہ ایک مسلم اپنے آپ کو ہمہ تن خدائے واحد کے سپرد کر دینے اور اس کے احکام کے سامنے گردن ڈال دینے کا اقرار کرتا ہے اسلام انقیاد اور تسلیم کا اور مسلماتی حکم برداری کا دوسرا نام ہے ۔ یوں تو شروع سے اخیر تک تمام پیغمبر یہی مذہب اسلام لے کر آئے اور اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی قوم کو مناسب وقت احکام پہنچا کر طاعت و فرمانبرداری اور خالص خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلاتے رہے ہیں ۔ لیکن اس سلسلہ میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کو جو اکمل جامع ترین عالمگیر اور ناقابل نسخ ہدایات دیں وہ تمام شرائع سابقہ حقہ پر مع شئے زائد مشتمل ہونے کی وجہ سے خصوصی رنگ میں اسلام کے نام سے موسوم وملقب ہوئیں ۔ بہر حال اس آئت میں نصاریٰ نجران کے سامنے خصوصًا اور تمام اقوام ہیں کے سامنے عمومًا اعلان کیا گیا ہے کہ دین و مذہب صرف ایک ہی چیز کا نام ہوسکتا ہے ۔ وہ یہ کہ بندہ دل وجان سے اپنے آپ کو خداوند قدوس کے سپرد کر دے ۔ اور جس وقت جو حکم اس کی طرف سے پائے بے چون و چرا گردن تسلیم جھکا دے ۔ اب جو لوگ خدا کے لئے بیٹے پوتے تجویز کریں ۔ مسیح و مریم کی تصویروں اور صلیب کی لکڑی کو پوجیں خنزیر کھائیں ۔ آدمی کو خدا یا خدا کو آدمی بنائیں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کو قتل کر ڈالنا معمولی بات سمجھیں دین حق کو مٹانے کی ناپاک کوششوں میں لگے رہیں موسےٰؑ و مسیحؑ کی بشارات کے موافق جو پیغمبران دونوں سے بڑھ کر شان ونشان دکھلاتا ہوا آیا جان بوجھ کر اس کی تکذیب اور اس کے لائے ہوئے کلام واحکام سے ٹھٹھا کریں یا جو بے وقوف پتھر ول درختوں ستاروں اور چاند سورج کے آگے سجدہ کریں اور حلال و حرام کا معیار محض ہوائے نفس کو ٹھیرا لیں کیا ان میں کوئی جماعت اس لائق ہے کہ اپنے کو مسلم اور ملت ابراہیمی کا پیرو کہہ سکے العیاذ باللہ ۔

اسلام کے لغوی معنی فرمانبرداری کے ہیں یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دینا کہ جب جی چاہے تصرف کرے اور اپنی طرف سے کوئی نظام تجویز نہ کرنا ہی تفویض ہے تفویض ترک تدبیر نہیں بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ انسان خدا کے سوا کسی پر نظر نہ رکھے اس کے حکم کے مطابق تدبیر کرے اور تدبیر کا نتیجہ اس کے سپرد کر دے ۔ تجویز ہی تمام خرابیوں اور پریشانیوں کا سبب ہے ہم نے ہر چیز کا ایک نظام خاص اپنے ذہن میں قائم کر رکھا ہے پھر اس نظام کے خلاف واقع ہونے سے کلفت ہوتی ہے اور زیادہ حصہ اس نظام کا جو ہماری طرف سے تجویز ہوتا ہے غیر اختیاری ہوتا ہے تو غیر اختیاری امور کے لئے نظام تجویز کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے اہل اللہ کا مذہب تو یہ ہے ۔ کہ ہم خدا کے ہیں ان کو اختیار ہے جو چاہیں ہم میں تصرف کریں ۔ تفویض کبھی تو استغفار ثواب کے لئے ہوتی ہے اور کبھی محض رضا حق کے لئے ۔ محبوب کا حق یہی ہے کہ اس کے سامنے اپنی رائے اور تجویز کو فنا کر دیا جائے ۔ یہ تفویض کا اعلیٰ درجہ ہے حقیقی تفویض یہ ہے کہ ہر کام میں دینوی ہو یا اُخروی رضائے الٰہی مقصود ہو ۔ اپنے آپ کو غلام سمجھو اور ہر کام میں اپنی منفعت ومصلحت کا خیال نہ کرو ۔ بلکہ اپنے آقا کی رضاء کو مد نظر رکھو اور اپنی تربیت کو حق تعالےٰ کے سپرد کر دو ۔ کہ جس طرح چاہیں تربیت کریں جو حالات وکیفیات چاہیں عطا کریں یا سلب کر لیں اپنی تجویز کو خداوند عالم کی تجویز میں فنا کر دیں یہی تکمیل عبدیت ہے ۔

اسلام ایک واضح اور روشن چیز ہے جو اہل کتاب مخالف اسلام ہو کر ان روشن حقائق کو جھٹلاتے ہیں اور حق تعالےٰ کی حکمبرداری سے سرتابی کرتے ہیں وہ محض ضد و حسد عناد اور حُب جاہ و مال میں ایسا کر رہے ہیں ۔ یہ ان لوگوں کی قدیم عادت ہے ۔ ان کی یہ سرکشی کسی غلط فہمی یا جہل کی بنا پر نہ تھی بلکہ محض سیم وزر کی محبت اور جاہ پرستی کی بنا پر تھی ۔ اسلام تو نام ہے تسلیم و انقیاد کا یعنی بندہ ہمہ تن اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دیدے ۔ اپنی جان مال بیوی بچے غرض تمام مرغوب و محبوب چیزیں حق تعالےٰ کی خوشنودی پر نثار کر دے اور جاہ پرستی اور سیم وزر کی محبت کو وہ دل کے قریب ہی نہ آنے دے صرف ایک ہی چیز مقصود اور مطلوب ہو ۔ اور وہ ہے رضائے مولا ۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۔

ع زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو
دل شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو

یہی شیفتگی اور والہانہ پن صحابہ کرام رضؓ کو کہاں کہاں لئے پھری اور ہر مقام پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا دیکھنے کے لئے ان کو کیا مصیبتیں اٹھانی پڑیں اسلام کی تاریخ قیامت تک اس کی گواہی دیتی رہیگی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بن جانے کے بعد نہ اپنی ذات کا احساس باقی رہتا ہے نہ اپنے اختیارات نافذ کرنیکی ہوس باقی رہتی ہے ہر وقت اپنے مالک کے احکام کا احترام مد نظر ہوتا ہے ۔ اور اپنے آپ کو انتہائی پابند کرنے کے بعد بھی بندہ یہی سمجھتا ہے کہ اطاعت کا حق ابھی ادا نہیں ہوا صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کے حالات اس اطاعت کا بیّن ثبوت پیش کر رہے ہیں

دَاوِمُوا عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى اَدْرَكْتُمُوْا اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

بے وفا بن کر جان نہ دینا عمر بھر باوفا رہنا حتی کہ اُسی پر جان نکل جائے ۔ مرتے وقت مقامات انہی کو حاصل ہوتے ہیں جو زندگی بھر ان کی فکر میں لگے رہتے ہیں ۔

اسلام کا بنیادی اور فکری مطالبہ

اسلام کے بنیادی اور فکری مطالبات جامع

وہ انغ ایک ہی ایجازی اور اعجازی مشہور و معروف کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے اِلٰہ عربی میں اسی کو کہتے ہیں جسکو ہندی میں دیوی دیوتا اور جسکو انسان اپنی زندگی کے چھوٹے بڑے کسی نہ کسی دائرے میں کسی نہ کسی حد تک اپنے بناؤ بگاڑ یا نفع و ضرر میں غیبی طور پر دخیل و متصرف مانتا ہے پھر لازماً اسی بنا پر اس کے آگے جھکتا اور ہاتھ پھیلاتا ہے یعنی اس سے عبادات و استعانت کا تعلق پیدا کرتا ہے۔ اسلام کے دعوتی کلمہ کا بنیادی مطالبہ اس کے برخلاف یہ ہے کہ شہادت اور غیب کے اس پوری کائنات میں ایسی ارادہ اور مشیت والی متصرف ذات ایک اور صرف ایک اللہ کی ہے یہ مشیت ایسی ہمہ گیر اور ہمہ جہتی ہے۔ کہ اس کے چاہنے کے بغیر کوئی جاندار یا بے جان حتی کہ انسان بھی بذات خود اپنی کسی مستقل قوت و خاصیت یا ارادہ و مشیت سے نہ حرکت کرسکتا ہے نہ کسی فعل و اثر یا نفع و ضرر کا سبب یا اس کی حقیقی علت ہوتی ہے جب نفع و ضرر کی مستقل بالذات مالک و متصرف ایک ہی ذات ہے تو خود بخود ہی عبادت و استعانت کا تعلق صرف اسی ذات سے جائز و درست ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہم سب سے اقرار یا حلف وفاداری یہی لیا گیا کہ ہم صرف اور صرف اللہ کے آگے جھکیں اور اسی کے آگے ہاتھ پھیلائیں اس کے سوا کسی کی عبادت و اطاعت کریں اور نہ کسی کو حقیقی طور پر صاحب اقتدار و اختیار اور معین و مددگار جانکر اس کے آگے استعانت کے لئے ہاتھ پھیلائیں۔

انسان کی پوری زندگی کا پنڈولم صرف دو نقطوں کے درمیان رقص کرتا ہے۔ نفع اور ضرر۔ ہماری زندگی کی ہر نقل و حرکت یا تو کسی ضرر سے بچنے کے لئے ہوتی ہے یا کسی نفع کو حاصل کرنے کے لئے اسلام اپنے چار لفظی دعوتی کلمہ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) کی رو سے جس دین توحید کا داعی و مدعی ہے مذہب اور مذہبی کے تمام اصناف شرک کی یک قلم نفی اور انکار کردیتا ہے۔ جن میں اصل خالق کائنات کے سوا کسی بھی مادی یا غیر مادی یا روحانی مخلوق کو کسی دائرے یا درجہ میں بھی بذات خود فاعل و مؤثر مانا گیا ہے یا جانا گیا ہے مختلف انبیاء علیہم السلام کی زبان سے اس دعوت و دعوے کو ان کی قوم کے سامنے دہرایا گیا کہ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ بہت بڑی غلطی اور غلط فہمی مسلمانوں میں یہی پائی جاتی ہے کہ اسلام کی اصلی توحید خدا یا اللہ کے واحد ہونے کو جانتے ہیں حالانکہ خدا و خالق تو تمام دنیا بلکہ خود عرب تک کے مشرک ایک ہی اور صرف اللہ ہی کو جانتے اور مانتے تھے شرک تو سارے کا سارا توحید اِلٰہ یعنی صرف ایک اللہ کی الوہیت یا اس کے بعد شرکت غیرے "اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" ماننے میں ہے اس لئے اس حقیقت کو بار بار دہرایا گیا ہے کہ تمہارا اِلٰہ ایک ہی ہے اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ آسمان میں بھی وہی اِلٰہ ہے اور زمین میں بھی وہی اِلٰہ۔ ایسا نہیں ہے۔ کہ زمین و آسمان کو پیدا کرکے خود کو معطل کرلیا ہو اس کے سوا کوئی دوسرا اِلٰہ نہیں ہے

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ
وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اسلام کا اصل مطالبہ صرف اللہ کے ایک یا واحد ہونے کا نہیں۔ بلکہ اس کے اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ہونے کا بھی ہے اور صرف اسی ایک کے اِلٰہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نفع و ضرر پر مبنی بندگی و فرمانبرداری کا تعلق صرف ایک سے رکھا جائے چنانچہ توحید اِلٰہ کے ساتھ جابجا اس کی بھی صراحت ہے کہ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے بس عبادت بھی میری ہی کرو۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو یہی وحی آتی رہی۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ سورہ الانبیاء آیت ۲۵

ترجمہ۔ اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ سو میری ہی عبادت کرو۔

طبعًا اور عقلاً ہر طرح ظاہر ہے۔ کہ بندگی و تابعداری یا عبادت و اطاعت کا واحد اور حقیقی حقدار ہوسکتا ہے جس کے ہاتھ میں حقیقتاً ہر طرح کا نفع و ضرور ہو۔ اس کائنات کے کارخانے کو چلانے کے لئے نہ کسی مددگار کی ضرورت ہے نہ کسی مشیر اور وزیر کی اور نہ وہ اپنے علم و قدرت میں معاذ اللہ محدود و عاجز ہے۔ وہ بذات خود اپنی مخلوقات کی خبرگیری کرتا ہے۔ اور ان کی تمام حاجات کو پورا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ حیّ و قیوم ہے تمام موجودات کو اس نے وجود صرف بخشا ہی نہیں۔ بلکہ اس وجود کا مسلسل بقاء و قیام بھی تمامتر اللہ تعالےٰ کی قیومیت و مشیت کے ذریعہ ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا عہد و اقرار کرکے اللہ کے سوا کسی غیر کو دین و دنیا کے کسی چھوٹے بڑے نفع و ضرر کے معاملہ میں اِلٰہ و معبود یا رب نہ ٹھیرایا جائے۔ یہی اسلام کی صراط مستقیم یعنی عین اسلام ہے۔

(ماخوذ از تفسیر سورہ والعصر از حضرت مولانا عبدالباری ندوی)

اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام کے سوا کوئی دین کبھی نہ قبول ہوا اور نہ ہوگا

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ پارہ ۳ ال عمران آیت ۸۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

خدا کا دین ہمیشہ اسلام رہا ہے جس کے معنی ہیں حکمبرداری جب خدا کا دین (اسلام) اپنی مکمل صورت میں آپہنچا تو کوئی جھوٹا یا نامکمل دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس بجلی اور تاروں کے ذریعے روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے متفقہ دین یعنی اسلام کے سوا اور کوئی دین نہ کبھی قبول ہؤا اور نہ آئندہ ہوگا جو اللہ کے دین کو چھوڑ کر اور دین تلاش کرے گا۔ وہ قیامت کے دن بڑے خسارے میں ہوگا۔ سب کے آخر میں جو احکام و ہدایات سید المرسلین خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے ہیں۔ وہی خدا کا دین ہے اس کو چھوڑ کر نجات اور فلاح کا اور کوئی راستہ تلاش کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ یاد رکھو خدا کا دین چھوڑ کر کہیں ابدی نجات اور حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی آدمی کو چاہئے کہ شوق اور رغبت سے اس خدا کی حکمبرداری اختیار کرے جس کے حکم تکوینی کے نیچے تمام آسمان و زمین کی چیزیں ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا کیا اور خلیفۃ اللہ فی الارض بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اس کی پیدائش کا مقصد یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر دنیا میں رہے اپنے جذبات و ملکات تابع فرمان خداوندی بنائے۔ اپنی نقل و حرکت اور نشست و برخاست میں منصب عبودیت بھولنے نہ پائے۔ اپنے کسی معاملے میں بھی دنیوی ہو یا اخروی حدود عبدیت

کے اس تحریک کا کہیں سے جواب نہ ملا۔ یہ اتنی صاف بات ہے۔ کہ مولانا ابوالکلام بھی جو دوسری جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اسے جانتے ہیں اسی طرح علی گڑھ کی جماعت کے لوگ بھی اسے جانتے ہیں۔ اب اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں مولانا شیخ الہند کی جماعت میں ایک طبقہ ان کی تحریک کی عملاً مخالفت کرتا رہا کم سے کم ان کے عمل سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے۔ کہ مولانا شیخ الہند کے طریقے کی تغلیط ہوجاتی ہے مگر وہ مولانا کے خلاف زبان سے کچھ نہیں کہتے ہم نے ایک مرتبہ اپنی جماعت کے لوگوں کو ایک مثال دے کر یہ بات سمجھائی۔ کہ مولانا شیخ الہند کو ماننے والی جماعت تین حصوں میں تقسیم ہوگئی۔

۱۔ ایک جماعت تو وہ ہے جو حضرت مولانا شیخ الہند کے پروگرام کو صحیح مانتی ہے اور ان کے ساتھ شریک کار ہوگئی ہے۔

۲۔ دوسری جماعت وہ ہے۔ کہ ان کے پروگرام کو صحیح تو مانتی ہے۔ لیکن یہ لوگ کام نہ کرسکے اور اپنی کمزوری کا عذر پیش کرنے لگے اور اپنے آپ کو مجرم کے طور پر پیش کرنے لگے یہ دونوں لوگ ایسے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایمان والی جماعت تھی

۳۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اپنے قول و فعل سے حضرت مولانا شیخ الہند کے پروگرام کو غلط ثابت کرتے ہیں اور مدعی ہیں کہ ہم مولانا شیخ الہندؒ کے شاگرد ہیں۔ اور ان کے علوم کے حامل ہیں یہ جماعت ایسی ہے جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقین کی جماعت تھی۔

اب ہم کہتے ہیں کہ یا تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ مولانا شیخ الہندؒ جاہل اور مفسد تھے انہوں نے مسلمانوں کو غلط راستے پر ڈال دیا اور ان کو بہت نقصان پہنچایا۔ اگر مولانا شیخ الہندؒ کو حق پر مان لیا جائے تو ان کے اتباع میں سے جو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور فکراً ان کے خلاف تلقین کرتے ہیں وہ ان کے مکذب ہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ مولانا شیخ الہندؒ کا مسلک بھی ٹھیک ہو۔ اور ان کے خلاف دعوت دینے والی جماعت راستی پر ہو اس قسم کے لوگوں کو ضرور دیوبندی جماعت کی لیڈرشپ سے علیحدہ کر دیا جانا چاہئے جب تک یہ منافقین پیدا کرنے والے لوگ ذمہ داری کے مناصب پر قابض رہیں گے۔ مخلصین آگے بڑھ کر کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ آج ہمارا بس نہیں چلتا کہ ہم ان کو جماعت سے نکالنے میں کامیاب ہوجائیں۔ مگر جب ہمارا بس چلیگا ان کو ملک سے خارج کرنے۔ جیل میں قید کرنے یا موت کی سزا دینے سے کبھی گریز نہیں کرینگے (انشاء اللہ تعالیٰ)

۸۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝

موت سے مفر نہیں

موت سے ڈرنے والے لوگ موت سے بچ نہیں سکتے وہ نہایت نامعقول فکر میں پھنس کر رہ گئے ہیں جس قسم کی توقعات انہوں نے باندھ رکھی ہیں وہ مرنے سے پہلے کبھی پوری نہ ہوسکیں گی بلکہ وہ حسرتیں لے کر مرجائیں گے اور پھر اتنے بڑے پروگرام کو برباد کرنے کی ذمہ داری کی جواب دہی کے لئے خدا کے سامنے حاضر ہوں گے وہ ان کے تمام ظاہری کاموں اور ان کے دلوں کے خفیہ ارادوں کو بخوبی جانتا ہے

مسلمانوں کے لئے درس عبرت

حاصل یہ ہے کہ قرآن عظیم نے الٰہی تعلیم کے لئے دو نمونے پیش کئے ایک قریش کا اور ایک آرین قوموں کا یہ دونوں قرآن حکیم کو صحیح طور پر سمجھتے ہیں اور اس تعلیم کو آگے بڑھانے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اور موت سے نہیں ڈریں گے یہ حضرت مسیحؑ کے حواریین کا نمونہ تھا۔ جو قرآن حکیم نے معین کیا ہے۔

اس کے بعد دوسری جماعت یہود کی پیش کردی گئی ہے جنہوں نے تورات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ کام کرنے والوں کو تنبیہ کردی گئی کہ ان کے نمونے کی پیروی نہ کریں۔ اور ان سے کوئی مشابہت اپنے اندر پیدا نہ ہونے دیں جس طرح نصاریٰ نے باوجود یہود کے ہاتھوں تکالیف اٹھانے کے ان کی اس نالائق حرکت میں موافقت نہیں کی مسلمان بھی اس بری حرکت میں ان کی موافقت نہیں کریں گے قرآن حکیم نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ کا نمونہ زندہ کردیا مگر وہ یہود کے طرز عمل سے بیزار ہے۔ یہود پر ایک دفعہ تو حضرت مسیحؑ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے لعنت پڑی اور دوسری مرتبہ وہ قرآن حکیم کی مخالفت کی وجہ سے ملعون ہوئے ان کی کبھی موافقت نہ کیجائیگی انہوں نے طلب دنیا کو اپنی زندگی کا مقصد وحید بنالیا ہے چنانچہ آج سرمایہ داری کا مرکز یہ یہودی ہیں

ہنود اور یہود کی مماثلت

ہماری سمجھ میں ہندو برہمن یہودیوں کا پورا پورا نمونہ ہیں اگر یورپ میں سرمایہ داری کی مصیبت یہودیوں نے پیدا کر رکھی ہے تو ہمارا خیال ہے کہ ہندوستان میں ہندو جو برہمنوں کے تابع ہیں (گاندھی جی ہوں یا مالوی جی) سرمایہ داری کی وہی مصیبتیں پیدا کریں گے جو یہود نے یورپ میں پیدا کیں ہم ان لوگوں کے ساتھ مل کر کسی شکل میں کام کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر یہ ملکی خدمت میں کوئی اچھا کام کریں تو اس میں بھی ان کے ساتھ شرکت نہ کریں۔ یعنی ان سے قطعی طور پر مستغنی ہو جائیں ہم نے ابھی یہ درجہ اپنے لئے پیدا نہیں کیا بعض اوقات وہ اچھا کام کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان سے علیحدہ رہ کر اتنا اچھا کام نہیں کرسکتے تو ہم اس خاص حرکت میں ان کے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ان کا سارا پروگرام ماننے کے لئے تیار ہیں۔

۹۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝

یہودیت سے بچنے کا طریق

اب مسلمانوں کو ایسا طریقہ بتانا چاہیئے کہ ان میں یہودیت نہ آئے اس میں شک نہیں کہ کسی زمانے میں یہود اچھی قوم تھے

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۝ (البقرۃ ۲ ۴۷)

مگر ان میں بعد میں تنزل آگیا مسلمانوں کو ان باتوں سے تنبہ کر دینا چاہئے۔ جس سے یہ تنزل پیدا ہوا تاکہ وہ ان باتوں سے بچے رہیں ۹ سے اس امر کی توضیح شروع ہوتی ہے۔

جماعتی کام میں ایک وقت ہے۔ یا تو قرآن کی انقلابی تعلیم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی تیاری ہوسکتی ہے یا روپیہ کمایا جاسکتا ہے اگر اس قسم کا تعارض ایک وقت میں پیدا ہوجائے تو ہمیشہ روپیہ پیدا کرنے کے خیال کو چھوڑ دینا چاہئے یہ جذبہ اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک قرآن کی تعلیم حاصل کرنے میں سعی نہ کی جائے۔

ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اگر تمہیں انقلابی تحریکوں کی حقیقت اور ان کی کامیابی کے پروگرام کا موازنہ ہے تو تم کبھی مالی منفعت کو اس انقلابی فکر پا ہمت پر ترجیح نہیں دوگے۔

کیا اسلامی شریعت

زنا بالرضا اور زنا بالجبر کے درمیان تفریق کی قائل ہے

مولانا محمد یوسف مفتی، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

(۲)

زنا بالجبر کی صورت میں عورت قانون کی نظر میں مجرم نہیں ہے

ذیل میں ہم ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ کہ زنا بالجبر کی صورت میں عورت قانون کی نظر میں مجرم نہیں ہے۔ نہ اس پر زنا کی سزا جاری کی جا سکتی ہے۔

عن وائل بن حجر قال استکرهت امرأة علی عهد رسول الله صلی الله علیه فدرأ عنها الحد واقامه علی الذ اصابها (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ)

"وائل بن حجر کا بیان ہے کہ حضور صلعم کے زمانے میں ایک عورت سے جبراً زنا کر دیا گیا۔ تو آپ نے عورت سے حد ساقط کر کے معاف فرمایا۔ اور زنا کرنے والے مرد پر حد قائم کر دی"

وعنه ان امرأة خرجت علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم ترید الصلوٰة فتلقاها رجل فتجللها فقضی حاجته منها فصاحت وانطلق ومرت عصابة من المهاجرین فقالت ان ذالك الرجل فعل بی كذا وكذا فاخذوا الرجل فاتوا به رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لها اذهبی فقد غفر الله لك وقال للرجل الذی وقع علیها ارجموه۔ الحدیث

یہ بھی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ حضور کے زمانے میں ایک عورت گھر سے بارادۂ نماز نکلی۔ راستہ میں ایک شخص ملا۔ جس نے عورت کو زبردستی پکڑ کر اس سے زنا کر دیا۔ اس پر عورت نے شور مچانا شروع کر دیا۔ جس سے زنا کرنے والا شخص گھبرا کر بھاگ گیا۔ اور مہاجرین کی ایک جماعت پہنچ گئی۔ عورت نے انہیں بتایا۔ کہ فلاں آدمی نے مجھ سے جبراً زنا کر دیا۔ انہوں نے اس آدمی کو پکڑ کر حضور صلعم کے پاس لایا (اور عورت بھی اس کے ہمراہ تھی) حضور نے عورت سے فرمایا کہ جاؤ خدا نے تجھے معاف کیا ہے۔ اور زانی مرد کے بارے میں رجم کا حکم فرمایا" (چنانچہ وہ آپ کے حکم سے رجم کر دیا گیا")

(ترمذی و ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۱۱-۳۱۲)

اس حدیث کو اوپر والی روایتوں کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتے۔ تو مجموعہ روایات حدیثیہ اور نصوص قرآنیہ سے دو باتیں صاف طور پر معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ زنا بالجبر کی صورت میں عورت اسلامی قانون کی نظر میں مجرم نہیں ہے نہ اس پر قانونی سزا جاری کی جا سکتی ہے۔ دوسری یہ کہ قرآن و حدیث میں زنا کے لئے جو قانونی سزائیں بیان کی گئی ہیں۔ یا حضور کے زمانے میں زنا کے واقعات میں جن لوگوں پر یہ قانونی سزائیں جاری کی گئی ہیں۔ ان میں سے اکثر و بلیشتر واقعات زنا اختیاری سے متعلق تھے۔ نہ کہ زنا بالجبر سے۔ ورنہ پھر عورت پر مرد کی طرح ہرگز یہ قانونی سزائیں جاری نہ کی جاتیں"۔۔۔ بہر حال قرآن و حدیث کی رو سے اس حقیقت میں ذرہ برابر کوئی خفا نہیں ہے کہ اسلامی شریعت نے زنا کے لئے جو قانونی سزائیں مقرر کر رکھی ہیں اس میں زنا بالاختیار اور زنا بالجبر کے درمیان کوئی فرق تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ نہ اسلامی شریعت نے ان قانونی سزاؤں سے زنا بالاختیار کو مستثنیٰ کیا ہے بلکہ دونوں قسم کے زنا اسلام کی نظر میں یکساں جرم ہیں اور سزا کے مستوجب ہیں۔

بلکہ حق یہ ہے کہ یہ قانونی سزائیں دراصل زنا بالرضاء ہی کے لئے مقرر کی گئی ہیں، کیونکہ ان قانونی سزاؤں سے اصل مقصد یہ ہے کہ معاشرہ کثرت زنا سے محفوظ رہے۔ اور ظاہر ہے کہ معاشرے میں جو زنا کثیر الوقوع ہے یا ہو سکتا ہے۔ وہ زنا بالجبر نہیں بلکہ زنا بالرضاء ہے۔ اور اسی کے انسداد کے لئے اسلام نے یہ سزائیں مقرر کی ہیں۔ تو اگر اس کو ان سزاؤں سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ تو قانون کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے گا

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ آج کل کے مغربی دانشور، اور ان کے شاگرد آخر کس معقول دلیل کی بنا پر زنا بالرضاء کو قانون سے مستثنیٰ کر رہے ہیں؟

"کیا اس میں یہ راز تو پوشیدہ نہیں کہ یہ حضرات اپنے اس ملک میں زناکاری کے کاروبار میں قانون کے ذریعہ سے توسیع کرنا چاہتے ہیں؟۔ اور اس ملک میں یورپین کی تہذیب کی جڑوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کر رہے ہیں؟ یا اس ملک میں پہلے سے جو عیاشی کا خطرناک رجحان پایا جاتا ہے۔ اُسے یہ حضرات مزید تقویت اور ترقی دینا چاہتے ہیں؟۔

(اللّٰھم اھدنا و ایاھم صراطك المستقیم) آمین۔

جواب (۲)

اب دوسرے سوال کا جواب سن لیجئے یہ بات مسلمات شریعت میں سے ہے۔ اور امت مسلمہ کے ہاں طے شدہ تسلیم کی گئی ہے کہ جو حکم قرآن و حدیث میں منصوص طریقہ سے بیان کیا گیا ہو۔ اور حضور صلعم کے عہد میں اس پر اسلامی معاشرے میں عمل درآمد بھی رہا ہو۔ نیز کتاب و سنت سے اس حکم کا کسی مخصوص زمانے کے لئے ہونا۔ یا کسی جزوی مصلحت پر مبنی ہونا بھی معلوم نہ ہو۔ تو ایسے حکم میں تمام امت اور پوری ملت بھی مل کر تا قیامت اونے سے اونے ترمیم، اور تغیر و تبدیل نہیں کر سکتی۔ ایسی ترمیم ایک طرف آسمانی شریعت میں بندوں کی طرف سے ایک تحریف ہے۔ اور دوسری طرف ان کی جانب سے ایک مستقل تشریع ہے۔ اور آسمانی شریعتوں میں امتیں تحریف کی مجاز نہیں ہیں۔ اور نہ مستقل تشریع کا حق رکھتی ہیں۔ مشرکین مکہ نے اس قسم کی ترمیموں اور تبدیلیوں کا مطالبہ جب حضور کے سامنے پیش کر کے یہ کہا کہ:۔ ائت بقرآن غیر هذا او بدله "ہمیں کوئی دوسرا قرآن پیش کر دیا۔ اس میں ہمارے منشاء کے مطابق کوئی تبدیل کر دو" تو اللہ کی جانب سے اس مطالبہ کے جواب میں حضور کو یہ تنبیہ ملی:۔ قل ما یكون لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی " ان سے یہ کہدو کہ مجھے یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ میں اپنی طرف سے خدا کے اس قانون میں کوئی

ترمیم یا تبدیل کر سکوں میرا حق صرف اس قانون کی حرف بہ حرف پابندی ہے۔ جو اللہ کی طرف سے مجھے بذریعہ وحی بھیجا جا رہا ہے" اور جب حضور صلعم خود اللہ کے بھیجے ہوئے قوانین اور احکام میں اپنی طرف سے کوئی ترمیم یا تبدیلی نہیں کر سکتے ہیں۔ تو دوسرے لوگوں کو ترمیم اور تبدیلی کی اجازت کیسی مل سکے گی؟

قرآن کریم نے اس حقیقت سے بھی پردہ کشائی کی ہے کہ جو لوگ اپنی قانون سازی کے ذریعہ سے خدائی احکام میں تبدیلی کرتے ہیں۔ پھر لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ یہ بھی اسلامی قانون کا ایک حکم ہے۔ تو ایسے لوگ خدا کی نظر میں بڑے مبغوض اور عذاب عظیم کے مستحق ہیں۔ ارشاد ہے:-

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔ فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون۔

الآیۃ (البقرہ)

"وہ لوگ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ جو اپنے ہاتھوں سے کوئی کتاب (قانون) لکھ لیتے ہیں پھر لوگوں سے یہ کہتے پھرتے ہیں۔ کہ یہ بھی خدا کا قانون ہے (ایسا وہ اس لئے کرتے ہیں) کہ اس سے اپنے لئے دنیا کے قلیل منافع حاصل کریں۔ یہ لوگ ایسی قانون سازی کی وجہ سے بھی مبتلائے عذاب ہوں گے۔ اور جو منافع انہیں اس سے حاصل ہوں۔ ان کی وجہ سے بھی ہلاکت نصیب ہو گی"

بہر حال قرآن کریم نے متعدد مقامات پر غیر مبہم الفاظ میں اس حقیقت کا اعلان کیا ہے۔ کہ شرعی قوانین اور منصوصی احکام میں پورے نوع انسانی کے افراد مل کر بھی کوئی ترمیم یا تبدیل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اسکی نوعیت مستقل تشریع (شریعت سازی) کی ہے۔ اور تشریع کا حق خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ البتہ غیر منصوص مسائل، اور معاملات میں ثبوت احکام کے لئے منصوصات شرعیہ سے اجتہاد کے ذریعہ سے احکام اخذ کر کے مستنبط کئے جا سکتے ہیں۔ مگر تشریع کا مجاز کوئی بھی فرد بشر نہیں ہو سکتا" اور جب یہ ثابت ہوا کہ کوئی بھی فرد بشر شرعی قوانین اور منصوصی احکام میں کوئی تغیر اور ترمیم نہیں کر سکتا۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ زنا کے لئے اسلامی شریعت نے جو قانونی سزائیں مقرر کی ہیں۔ ان سے کوئی بھی با اقتدار جماعت یا ادارہ زنا بالاختیار کو مستثنیٰ کرنے کا حق نہیں رکھتا"

جواب ۳

رہا تیسرا سوال! کہ حرام قطعی کو جائز کرنے، اور حلال سمجھنے والا آدمی مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ قرآن وحدیث نے اس کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے۔ اسی کو پیش کروں۔ نیز فقہائے اسلام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے لوگوں کے حق میں جو احکام صادر کئے ہیں۔ انہی کو بیان کر دوں۔

قرآن کریم اور تحلیل حرام

یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اور پوری ملت اسلامی اس پر متفق ہے کہ کائنات عالم کا واحد مالک، اور بلا شرکت غیرے حقیقی حاکم اور حکمران، صرف اللہ رب العلمین ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی خاص ملکیت ہے اور سب کا اصل حاکم وہی ہے۔ اور جبکہ تمام کائنات کا خالق و مالک وہی ہے تو تمام کا حاکم بھی وہی رہے گا۔ اور تمام کائنات میں حکم بھی اسی کا چلے گا۔ "الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین" یہ حقیقت ہے کہ پیدائش بھی خاص اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلے گا۔ اللہ بڑا بابرکت اور تمام جہاں کا مالک ہے" ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ" حکم نہیں مگر اللہ کے لئے ہے۔ اسی نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا دوسرے کسی کی اطاعت و پرستش نہ کرو" ولا یشرک فی حکمہ احدا "وہ اپنے حکم اور فیصلے میں اپنے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا"

قانون کی اس بنیادی دفعہ کے تحت اشیاء کی تحریم، اور تحلیل دونوں کا حق اور اختیار صرف خالق اشیاء کو حاصل ہے۔ مخلوق کو اس کا حق اصلا حاصل نہیں ہے۔ اس بارے میں قرآن کریم کا فیصلہ انتہائی صاف اور واضح ہے۔ اس نے جس طرح تحریم حلال، (خدا کی حلال کردہ اشیاء کو حرام جاننے) کی قطعی طور پر ممانعت کر رکھی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ:

لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ "وہ پاکیزہ چیزیں حرام نہ سمجھو جو خدا نے تمہارے لئے حلال کر رکھی ہیں۔ اور خدا کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کرو۔ خدا حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا" اور فرمایا کہ "لم تحرم ما احل اللہ لک۔" "کیوں حرام کرتے ہو اپنے اوپر وہ چیزیں جو خدا نے آپ کے لئے حلال کر دی ہیں؟" قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم وحرموا ما رزقھم اللہ افتراء علی اللہ۔" تحقیق بڑے خسارے میں پڑ گئے ہیں وہ لوگ۔ جنہوں نے علم کے بغیر حماقت اور نادانی سے اپنی اولاد کو قتل کیا ہے۔ اور خدا نے ان کو جو حلال رزق دیا ہے۔ اُسے خدا پر جھوٹ باندھ کر حرام سمجھ رکھا ہے"

بعینہٖ اسی طرح قرآن کریم نے تحلیل حرام (خدا کی حرام کردہ اشیاء کو حلال جاننے) کی بھی قطعی طور پر ممانعت کر رکھی ہے۔ ارشاد ہے:- ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب۔

یعنی مت کہو اُن چیزوں کو جنہیں تمہاری زبانیں جھوٹ کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ کہ یہ حلال ہیں اور یہ حرام۔ اس کا انجام خدا پر جھوٹ باندھنا ہے" لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشھر الحرام ولا الھدی۔ "شعائر اللہ اشہر حرم، اور قربانی کے جانوروں کی ہتک حرمت کو حلال نہ سمجھو" ولا یحرمون ما حرم اللہ ولا یدینون دین الحق۔" یہ لوگ خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے ہیں۔ اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں"

ان آیات میں صریح طور پر اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ تحریم اور تحلیل کا حق بجز باریتعالیٰ کے بالذات کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ یہ حقیقت بھی قرآن کریم سے واضح ہے کہ جو چیزیں آسمانی شریعتوں کی رو سے قطعی طور پر حرام کی گئی ہیں۔ انہیں جب بھی کسی نے حلال سمجھنا شروع کیا ہے آسمانی شریعتوں سے اس کا تعلق بحال نہیں رہا ہے۔ بلکہ منقطع ہو چکا ہے۔ انسانی تاریخ کے ہر دور میں حضرات انبیاء علیہم السلام نے کفر اور اسلام کے مابین حد فاصل یہی مقرر کر رکھی ہے۔ کہ خدا کی حرام کردہ چیزوں کو دل سے حرام سمجھتے، اور اسی کی حلال کردہ اشیاء کو دل سے حلال جاننے کا مضبوط اعتقاد رکھا جائے۔ اس اعتقاد کے بغیر کوئی شخص نہ مومن سمجھا گیا ہے۔ اور نہ مسلم۔ مثال کے طور پر شرک ہی کو لیجئے۔ اس کو انسانی تاریخ کے ہر دور میں۔ آسمانی شریعتوں کی رو سے حرمت قطعی کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اور جب بھی کسی نے اس کو حلال اور جائز سمجھا ہے۔ تمام آسمانی شریعتوں

نے اُسے اپنے دائرہ سے خارج تسلیم کیا ہے۔ اور اس کا تعلق ہر آسمانی شریعت سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہوچکا ہے۔ ولھا نظائر کثیرۃ یضیق عنھا نطاق البیان۔

حدیث رسولؐ اور تحلیل و تحریم

قرآن کریم کے بعد جب ہم حدیث رسولؐ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو وہاں بھی تحلیل و تحریم کے بارے میں وہی فیصلہ ملتا ہے۔ جو قرآن کریم نے اس بارے میں کیا ہے۔ یعنی سنّت رسولؐ کا فیصلہ بھی یہ ہے کہ جس نے خدا کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھا۔ یا اس کی حلال کردہ اشیاء کو حرام جانا۔ اس کا تعلق اسلامی شریعت سے بحال نہیں رہیگا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہوجائے گا۔

علماء اور مشائخ کے بارے میں اہل کتاب کا عقیدہ

قرآن مجید میں یہودی عوام، اور عیسائیوں کے متعلق یہ آیا ہے کہ انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو خدا کے سوا اپنے لئے معبود بنا رکھا تھا۔ ارشاد ہے:۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ۔ الآیۃ

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو اہل کتاب میں سے ایک یہودی عالم "عدیؓ بن حاتم" جو مشرف باسلام ہوچکا تھا۔ اس نے حضورؐ صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ! ہم نے تو کسی عالم یا کسی درویش کو خدا نہیں کہا تھا۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا۔

اما کانوا اذا احلوا لھم شیئاً استحلوہ واذا حرموا علیھم شیئاً حرموہ؟ قال نعم۔ قال ھو ذاک۔ (او کما قال ؐ) (ترمذی)

کیا وہ ایسے نہیں تھے کہ جب ان کے علماء اور مشائخ ان کے لئے کوئی چیز حلال کرتے تو وہ اُسے حلال سمجھتے اور جب وہ اُن پر کوئی چیز حرام کرتے تو وہ اُسے حرام سمجھتے؟ عدیؓ بن حاتم نے کہا کہ ایسے تو تھے ہی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہی ان کا شرک تھا۔"

حاصل یہ ہے کہ حضورؐ نے عدیؓ بن حاتم سے فرمایا کہ خدائی شریعت سے سند حاصل کئے بغیر جب یہود کے علماء اور مشائخ عوام پر کوئی چیز حرام کرتے۔ تو کیا عوام اُسے حرام نہیں سمجھتے؟ اسی طرح اگر وہ خدائی شریعت سے دلیل حاصل کئے بغیر کسی چیز کو ان کے لئے حلال کرتے۔ تو یہودی عوام اُسے حلال نہیں سمجھتے؟۔ اس کے جواب میں عدیؓ بن حاتم نے کہا کہ ایسا تو تھا ہی"۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہی بے سند تحلیل و تحریم تھی جس کی وجہ وہ شرک میں مبتلا ہوئے تھے"۔

اس حدیث سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوئی۔ کہ جو بھی شخص، یا ادارہ اور جماعت، خدا کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھے گا۔ یا اس کی حلال کردہ اشیاء کو حرام سمجھے گا۔ اسلام کے ساتھ اس کا تعلق بحال نہیں رہے گا۔

فقہاء اسلام کا فیصلہ

قرآن و حدیث کے ان صریح احکام کی روشنی میں فقہاء اسلام نے بھی اس بارے میں وہ فیصلہ کیا ہے کہ جو قرآن و حدیث کے منشاء سے زیادہ قریب ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب شرح العقائد میں لکھا ہے کہ۔ استحلال المعصیۃ کفر اذا ثبت کونھا معصیۃ بدلیل قطعی اھ گناہ کو حلال سمجھنا ہے۔ بشرطیکہ اس کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ پھر فرماتے ہیں:

وعلی ھذا تفرع ما ذکر فی الفتاوی من انہ اذا اعتقد الحرام حلالا فان کانت حرمتہ لعینہ وقد ثبت بدلیل قطعی یکفر والا فلا بان تکون حرمتہ لغیرہ او ثبت بدلیل ظنی۔ وبعضھم لم یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ وقال من استحل حراما وقد علم فی دین النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحریمہ کنکاح المحارم فکافر اھ (بحوالہ شامی ج ۳ ص ۳۵-۳۶)

اسی قاعدے پر وہ مسئلہ مبنی ہے جو کتب فتاویٰ میں ذکر ہے کہ جب کوئی شخص حرام کو حلال جانے۔ تو اگر وہ حرام لذاتہ ہو۔ اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ تو یہ شخص کافر ہوگا۔ اور اگر اس کی حرمت لغیرہ ہو۔ یا وہ دلیل قطعی سے ثابت نہ ہوئی ہو۔ تو کافر نہ ہوگا۔ اور بعض علماء نے حرام لعینہ اور لغیرہ میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ بلکہ مطلقاً یہ کہا ہے کہ دونوں کا مستحل کافر ہوگا۔ بشرطیکہ دین نبویؐ میں اس کی حرمت کا ثبوت معلوم ہو۔ جیسے نکاح محارم"۔

علامہ شامی نے مندرجہ بالا دونوں مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوتے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

وحاصلہ ان شرط الکفر علی القول الاول شیئان قطعیۃ الدلیل وکونہ حراما لعینہ وعلی الثانی یشترط الشرط الاول فقط وقد علمت ترجیحہ اھ

"اس اختلافات کا ماحصل یہ ہوا۔ کہ کفر کی شرط بنا بر قول اول دو چیزیں ہیں۔ ایک دلیل کا قطعی ہونا۔ اور دوسری اس کا حرام لعینہ ہونا۔ اور بنا بر قول ثانی۔ کفر کے لئے شرط صرف یہ ہے کہ حرمت کی دلیل قطعی ہو۔ اور بس۔ اس قول کا راجح ہونا معلوم ہے"۔

اسی کے قریب قریب وہ مضمون ہے جو محققؒ دوانی نے شرح العقائد العضدیہ" میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

واستحلال المحرمات کفر ولابد من التقیید بکون تحریمہ مجمعاً علیہ وان تکون حرمتہ من ضروریات الدین۔ وبدون القید الاول لا یثبت التکفیر اصلا وبدون القید الثانی ان کان الاجماع مستندا الی الظن لا یثبت ایضاً۔ وکذا ان کان مستند الی دلیل قطعی ولم یکن مشتہراً بحیث یکون من ضروریات الدین (ص ۱۰۵)

محرمات کو حلال جاننا کفر ہے۔ بشرطیکہ اُن کی حرمت اتفاقی ہو۔ نیز اُن کی حرمت ضروریات دین میں سے ہو"۔ اور اگر ان کی حرمت اتفاقی نہ ہو بلکہ اختلافی ہو۔ تو کفر ثابت اصلاً نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی حرمت ضروریات دین میں سے نہ ہو۔ مگر اتفاقی ہو۔ تو اگر یہ اجماع مبنی بر ظن ہو۔ تو پھر بھی کفر ثابت نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ مبنی بر دلیل قطعی ہو۔ مگر دین میں اس کی حرمت اس قدر مشہور نہ ہوچکی ہو کہ ضروریات دین میں شمار ہونے کے قابل ہو۔ تو اس وقت بھی کفر ثابت نہ ہوگا"۔

مندرجہ بالا تصریحات کا ماحصل

فقہاءؒ اسلام کی مذکورہ بالا تصریحات سے جو امور بطور ماحصل ثابت ہوتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کسی چیز کی حرمت اگر قطعی ہو۔ اور لذاتہٖ بھی ہو۔ نیز دین نبویؐ میں اس کی حرمت اس قدر مشہور ہوئی ہو۔ کہ وہ ضروریاتؐ دین میں شمار ہوچکی ہو۔ تو ایسی حرام چیز کو حلال سمجھنا بالاجماع کفر ہے اور کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ لیکن اگر اس کی حرمت قطعی تو

ہو۔ مگر لذاتہ نہ ہو۔ یا لذاتہ بھی ہو۔ مگر ضروریات دین میں سے نہ ہو۔ تو ایسی چیز کو حلال سمجھنے والا آدمی کا کفر مختلف فیہ ہے۔ جن لوگوں کے نزدیک کفر کے لئے حرمت کا قطعی ہونا فقط کافی ہے۔ لذاتہ ہونا۔ اور ضروریات دین میں سے ہونا ان کے نزدیک شرط نہیں ہے ان کے نزدیک تو کافر ہے کیونکہ حرمت کی قطعیت دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ اور جن کے نزدیک کفر کے لئے حرمت کی قطعیت، اور اس کا لذاتہ ہونا دونوں ضروری ہیں۔ ان کے نزدیک پہلی صورت میں کفر نہیں ہے کیونکہ اس میں صرف حرمت کی قطعیت ہے اور لذاتہ حرمت نہیں ہے اور دوسری صورت میں کفر ہے۔ کیونکہ اس میں صرف حرمت قطعیہ کے ساتھ اس کا لذاتہ ہونا بھی موجود ہے۔ اور جن لوگوں کے نزدیک کفر کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ حرمت مشہور اور ضروریات دین میں سے ہو۔ ان کے نزدیک عـ۲ میں کفر اصلاً نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حرمت ضروریات دین میں سے نہیں ہے"

فقہاء کی ان تصریحات کی روشنی میں جب ہم زنا کی حرمت پر غور کرتے ہیں۔ تو وہ حرمت قطعی بھی ہے۔ اور لذاتہ بھی۔ اور اس قدر مشہور بھی ہو چکی ہے کہ ضروریات دین میں شمار ہو چکی ہے۔ لہذا اس کو حلال سمجھنا بالاجماع موجب کفر ہوگا" اس اجماعی فیصلہ کے تحت آپ خود غور فرمائیں اور جو لوگ محرمات شرعیہ کو حلال سمجھ رہے ہیں۔ قرآن وحدیث اور فقہاء اسلام کے ان واضح فیصلوں کی روشنی میں ان کا انجام کیا ہوگا؟

ہم اور تکفیر

لیکن ہم بذات خود کسی شخص یا ادارہ پر کفر کا فتوے دینے سے اس بنا پر معذور اور قاصر ہیں۔ کہ فتویٰ تکفیر کے لئے ضروری ہے کہ مفتی کو اس بات کے متعلق علم یقینی حاصل ہو کہ جس شخص یا ادارہ پر وہ کفر کا فتوے دے رہا ہے۔ اس کے دل میں قطعیات اور ضروریات دین سے قطعی طور پر انکار پایا جاتا ہے۔ اور یہ علم ہم میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اور نہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اسکے بغیر کفر کا فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔ لہذا ہم ان ممبران اسمبلی کے حق میں اللہ تعالےٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جنہوں نے زنا بالاختیار کو شرعی سزاؤں سے مستثنیٰ قرار دینے کا غلط اقدام کیا ہے۔ اور ان سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ خدارا اپنے اس فیصلہ پر جلد از جلد نظر ثانی فرما کر خدا و رسولؐ کی ناراضگی اور دنیا و آخرت کی رسوائی کا خطرہ نہ مول لیں۔ امید ہے کہ معزز ممبران اسمبلی ہماری اس اپیل کو صدا بصحرا ثابت نہ ہونے دیں گے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔ والسلام۔

بقیہ: شان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ص سے آگے

طرح خدا تعالےٰ شہنشاہ مطلق ہے اسی طرح آپؐ اس کے رسول مطلق ہیں بجز اس کے کچھ نہیں ہے کہ آپ کی پیروی کی جائے۔ آپؐ پر ایمان لانا تمام پیغمبروں، رسولوں اور آسمانی کتابوں پہ ایمان لانے کے برابر ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام آسمان نبوت کے ستارے ہیں جن کی روشنی اور رفتار سے دنیا کی رہنمائی ہوتی ہے۔ اور جس طرح تمام ستاروں کے غائب ہونے کے بعد آفتاب درخشاں طلوع ہوتا ہے ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام کی تشریف بری کے بعد آفتاب محمدؐ کی مطلع عرب سے طلوع ہوا۔ طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس، بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے۔

ے گرامی سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

آنحضرتؐ کے فرمائے ہوئے احکام وسنن اور آداب کی اتباع واقتدا از حد ضروری ہے اور یہ کہ ان کا منکر حد ایمان سے بھی خارج بتلایا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے آپ کی شان میں مندرجہ ذیل کلمات اپنی کتاب پاک میں درج فرمائے ہیں۔

(۱) وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ ○ پ۱۷ ع۷

ترجمہ:۔ یہ کہ آپ سب جہاں کیلئے رحمت ہیں۔

(۲) وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ ○ پ۲۲ ع۹

ترجمہ:۔ یہ کہ آپ کی نبوت ساری دنیا پر مشتمل ہے۔

(۳) وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ پ۲۵ ع۱۰

ترجمہ:۔ یہ کہ وہ ہادی برحق جن کا ہر وقت کا کام مخلوق کو سیدھی راہ دکھانا تھا

(۴) حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ پ۱۱ ع۵

ترجمہ:۔ یہ کہ وہ کریم جو کفار و منافقین کے ایمان نہ لانے پر نہایت پریشان ہوں اور ان کے ساتھ ہمدردی رکھیں۔

(۵) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ○ پ۱۵ ع۱۲

ترجمہ:۔ پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان ہلاک کر دے گا اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

(۶) وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ○ پ۲۹ ع۲

ترجمہ:۔ اور یہ تمام آپ کے کمال حسن خلق کی وجہ سے تھا۔

(۷) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ط پ۹ ع۱۶

ترجمہ:۔ اور جن کی تشریف آوری اور قیام کی برکت کے باعث لوگوں سے خاص قسم کے قدیم آسمانی عذاب اٹھا دیئے گئے۔

(۸) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ پ۲۲ ع۴

ترجمہ:۔ وہ ذات اطہر جن پر حق سبحانہ تعالےٰ اور ان کے ملائکہ ہر دم رحمت برسائیں اور تمام مومنین کو بھی ان پر صلوٰۃ وسلام کا حکم ہو۔

(۹) النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ پ۲۱ ع۱۴

ترجمہ:۔ یہ کہ وہ شخصیت بابرکت جو مومنوں کے ساتھ خود اپنے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور وہ نبی جو خاتم النبیین ہوں تو ایسے نبی اللہ العظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ ہمیں جان و دل سے والہانہ محبت رکھنی چاہیئے تھی بلکہ ایک جان تو کیا اگر سو جانیں ہوتیں تو آپ کی راہ میں قربان کر دی جائیں۔

قسط سوم

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کے ساتھ پندرہ دن

از محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

سفر سندھ میں سُنے ہوئے واقعات

۱۰۔ خُدا خود میر سامان است ارباب توکل را

اوکاڑہ شہر کے وسط میں اللہ کے فضل و کرم سے ایک نہایت دیدہ زیب اور عظیم الشان مسجد تاج المساجد کے نام سے ابھی زیر تعمیر ہے اُس کے ساتھ ہی جامعہ عثمانیہ قائم ہے۔ اور اس مسجد کے نیچے مسجد اور مدرسے کے اخراجات کے لئے سینکڑوں دُکانیں ہیں یہ مسجد حضرتؒ کے ایک جاں نثار مرید قاضی عبدالرحمن صاحب کے خواب کی نہایت پاکیزہ تعبیر ہے۔ قاضی صاحب موصوف نے حضرتؒ کے وصال کے بعد اس ناچیز کو اس مسجد اور مدرسے کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اوکاڑہ بلایا۔ یہ مسجد و مدرسہ حضرت مدظلہ کی سرپرستی اور ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں تکمیلی مراحل طے کر رہا ہے۔ پانچ سو روپے سے اس مسجد کی قاضی صاحب نے ابتدا کی تھی۔ اب لاکھوں روپے اس پر صرف ہو چکے ہیں۔ اور لاکھوں ہی اس پر صرف ہونا باقی ہیں۔ قاضی صاحب موصوف اس کو حضرتؒ ہی کی کرامت شمار کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر اُنہوں نے ایک گزشتہ اجلاس کا عجیب و غریب واقعہ سنایا انہوں نے فرمایا کہ جب میں نیا نیا اوکاڑے میں آیا تو یہاں ہمارے ہم خیال کم تھے۔ میں نے ایک عظیم الشان جلسے کے انعقاد کا اہتمام کیا اور حضرتؒ کے علاوہ کچھ اور مقررین کو شرکت کی دعوت دی۔ حسب عادت حضرتؒ نے شرکت کا مشروط وعدہ فرمایا کہ ہم اگر اللہ کو منظور ہوا تو حاضر ہوں گے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے وقت پر کرایہ مہیا فرما دیا تو انکار نہیں۔ اگر کرایہ نہ بھجوایا تو پھر مجھے معذور سمجھیں۔ دراصل حضرتؒ کی عادت مبارک یہ تھی۔ کہ وہ تبلیغی اجلاس اور مدارس دینیہ کے سالانہ اجتماعات وغیرہ سے کبھی آمدورفت کا کرایہ نہیں لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ منتظمین کو اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ کہ وہ اشارے کنائے سے کسی کو کہہ کہلا کر مجھے کرایہ بھجوا دیں۔ چنانچہ جہاں بھی جاتے اپنے کرائے سے جاتے۔ اگر بعض اوقات مدارس عربیہ اور دینی اور تبلیغی اجتماعات پر بلانے والے اور منتظمین کرایہ پر اصرار پیش کرتے تو حضرتؒ یہی ارشاد فرما دیا کرتے کہ مدارس دینیہ کی اور کوئی مدد نہیں ہوسکتی۔ تو کم از کم اپنا بوجھ تو خود اٹھائیں اور محض رضائے الٰہی اور نجات آخرت کے خیال سے شرکت اور اجتماعات میں بعض اوقات تقریر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ قاضی صاحب سے بھی اسی طرح مشروط وعدہ کیا اور اُن کے اس کرایہ کے اصرار پر سختی سے روک دیا کہ نہ تو خود کرایہ کے لئے بندوبست کریں۔ نہ کسی سے اشارے کنائے سے دلوائیں۔ اگر کرایہ میسر آگیا تو خود ہی حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ قاضی صاحب فرمانے لگے کہ میں جلسہ شروع کرا کے لوگوں کے بار بار حضرتؒ کے متعلق پوچھنے سے کہ آتے ہیں یا نہیں آتے میں سخت پریشان ہو گیا کہ حضرتؒ تو تشریف لائے نہیں۔ اور دنیا مجھے چھوڑے گی نہیں پروپیگنڈا میں نے کافی کیا ہوا تھا چنانچہ مجھے خیال گزرا کہ حضرتؒ مشروط وعدہ فرمایا کرتے ہیں اور شاید کوئی کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے تشریف نہ لائے ہوں۔ میں جلسہ شروع کرا کے لاہور روانہ ہو گیا کہ دوبارہ اُنہیں منت سماجت کروں اور اپنے ٹکٹ سے لے آؤں۔ مجھے اُن کے شاگرد ہونے کا فخر حاصل تھا اس لئے میں نے کہا کہ آپ مجھ پر خصوصی کرم فرمایا کرتے ہیں۔ اس لئے میں مجبور کروں لیکن جب میں لاہور پہنچا تو حضرتؒ مکان پر تشریف فرما تھے۔ جب دستک دینے پر باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا۔ حضرت! جلسہ شروع ہو چکا ہے۔ اوکاڑہ میں ایک دنیا آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ آپ بیٹھے ہیں۔ تشریف لے جانے کا کوئی خیال ہے یا نہیں تو جواب میں اُنہوں نے فرمایا کہ آپ کو میری شرط تو یاد ہی ہوگی۔ وہ شرط اگر پوری ہوگئی ہوتی تو میں آپ کے پاس ہی ہوتا ان حالات میں اپنے اصول کی بنا پر مجبور ہوں۔ قاضی صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں نے بڑا ہی اصرار کیا کہ حضرت! اس دفعہ میرے ٹکٹ پر تشریف لے چلیں۔ وہاں دنیا آپ کے نام پر جمع ہے۔ لوگ مجھ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ میں انہیں کس طرح منہ دکھاؤں۔ اس دفعہ جیسا بھی ہو آپ تشریف لے چلیں پھر دیکھی جائے گی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں کسی کے کہنے پر اپنے اصول سے روگردانی نہیں کیا کرتا۔ آج آپ کے کہنے سے اپنے اصول نظرانداز کردوں۔ کل دوسروں کو پھر کس طرح جواب دے سکوں گا۔ یہ بات ہونی بڑی مشکل ہے۔ قاضی صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں بڑا ہی پریشان اور مایوسی کی تصویر بنا کھڑا تھا۔ اور اوکاڑے واپس جانے کی مجھے ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے آتے ہی حضرتؒ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور کچھ اُن کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا۔ حضرت! یہ جناب کے کسی تبلیغی دورے میں خرچ کرنے کے لئے ہے۔ کہتے ہیں میں بڑا حیران ہوا اس واقعہ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ وہ آدمی یہ کہہ کر چلا گیا۔ حضرت نے مسکرا کر وہ رقم میرے ہاتھ میں تھما دی۔ اور مجھے کہا کہ میں اسٹیشن پر آتا ہوں تم چل کے ٹکٹ لو۔ قاضی صاحب موصوف کا بیان ہے کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی مارے خوشی کے آنسو بہہ نکلے اور میں خوشی خوشی اسٹیشن پہنچا۔ اپنا اور حضرتؒ کا ٹکٹ لے کے گاڑی میں جگہ محفوظ کرنے کے لئے آگیا اور پھر بڑی بے چینی سے حضرتؒ کا انتظار کرنے لگا۔ مگر انتظار بسیار کے باوجود حضرتؒ تشریف نہ لائے۔ اور گاڑی لاہور سٹیشن سے چل دی۔ میرا ایک قدم گاڑی کے اوپر ایک قدم نیچے سخت اضطراب میں تھا نہ گاڑی پر سوار ہونے کی جرأت ہوتی تھی نہ اُترنے کی ہمت پڑتی تھی قاضی صاحب کہتے ہیں کہ آخر گاڑی لاہور کے اسٹیشن سے چل کر باہر شیڈ کے پاس نہ معلوم کس وجہ سے چند منٹ کے لئے رُک گئی۔ میں پھر گاڑی سے اُتر اُتر کے اسٹیشن کی طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔ کہ اتنے میں دُور سے تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے حضرتؒ آتے ہوئے دکھائی دیئے قاضی صاحب کہتے ہیں میری اُس کیفیت مسرت و انبساط کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ حضرتؒ نے گاڑی پر قدم رکھا کہ گاڑی چھوٹ گئی اور اس طرح منزل مقصود پر جب پہنچے تو رات کے نو دس بجے کا وقت تھا۔ اور گرمیوں کی راتیں تھیں۔ جلسہ بڑی کامیابی سے ہو رہا تھا کہ حضرتؒ کے پہنچتے ہی لوگوں کی بھی خوشی کی حد

بقیہ خطبہ جمعہ

صفحہ ۶ سے آگے

نہ تھی - ابر رحمت دشت و چمن پر یکساں برستا تھا

ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں آئے اور شرارت سے السلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تم پر موت) کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ میں آکر انہیں سخت جواب دیا۔ آپ کو یہ غصہ اور تیزی ناگوار گزری اور فرمایا بدزبان نہ ہو۔ نرمی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح ایک یہودی نے شکایت کی کہ ایک مسلمان نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ آپ کو بہت غصہ آیا اور اسی وقت اس مسلمان کو گھر سے بلوا کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اور ملامت کی۔

غرضیکہ آپ کے اخلاق کریمانہ کے واقعات کے لئے ایک دفتر درکار ہے کہاں تک بیان کئے جائیں اور کس طرح بیان کئے جائیں - نہ اب گفتار کی طاقت ہے نہ تحریر میں دم کسی نے سچ کہا ہے ؎

دامانِ نگہ تنگ وگلِ حُسنِ تو بسیار
گلچین تو از تنگیٔ داماں گلہ دارد

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں محمدی مسلمان بنائے - آمین

ضروری اعلان

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ سے ملاقات کے خواہش مند حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ صرف جمعرات کو مجلس ذکر کے بعد یا جمعہ کے دن تشریف لایا کریں کیونکہ ان دنوں میں حضرت مولانا لاہور میں ہوتے ہیں۔ مقامی حضرات ٹیلیفون پر معلوم کر لیا کریں۔ کہ حضرت مولانا دفتر میں تشریف رکھتے ہیں۔ یا نہیں اور اس کے بعد ملاقات کے لئے تشریف لایا کریں

بصورت دیگر حضرت مولانا سے نہ ملنے کی صورت میں انہیں مایوسی ہوگی اور پریشانی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ (ادارہ)

نقد و نظر

مشتاق حسین بخاری

نام کتاب - ہلال عید
تصنیف - مولانا کامل الدین رتو کالوی
ناشر - حکیم حافظ محمد فضل حق میلووالی
صفحات ۹۶ - قیمت درج نہیں -

مسلمانوں کا قومی سن عیسوی نہیں بلکہ ہجری ہے جس کا حساب قمری مہینوں سے ہوتا ہے - لہذا تمام مذہبی تہواروں میں چاند کے طلوع و غروب کی بہت بڑی اہمیت ہوتی ہے - بالخصوص عیدین کے موقع پر اگر رویت ہلال میں اختلاف ہو جائے تو وہ بین الجماعتی نزاع کے علاوہ تہوار کی تقدیس میں بھی فرق آتا ہے اور بعض دفعہ مسئلہ کی انتہائی نزاکت سامنے آتی ہے۔ مثلاً ہلال عید کے اختلاف پر اگر ۳۰ رمضان کو عید منائی جائے تو حرام اور ناجائز اور اگر یکم شوال کو روزہ رکھا جائے۔ تو بھی حرام اور ناجائز اس لئے ان مسائل کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ کتاب ہذا میں جملہ رویت ہلال کے مسائل بالتصریح موجود ہیں۔ جن کا علم خواص و عوام کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ مسائل بالتحقیق درج کئے گئے ہیں۔ کاغذ کتابت و طباعت مناسب ہیں۔

ننکانہ صاحب اور جھنگڑ حاکم والا میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری کا ورود مسعود

مورخہ یکم اگست ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ننکانہ صاحب پہنچیں گے اور وہاں سے جھنگڑ حاکم والا تشریف لے جائیں گے۔ جہاں رات کو بعد از نماز عشاء خطاب فرمائیں گے۔

۲ر اگست ۱۹۶۲ء بروز اتوار اونچی مسجد غلہ منڈی ننکانہ صاحب میں آپ کا خطاب ہوگا۔

مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے

(مولانا) محمد احمد مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت
لاہور و شیخوپورہ

بقیہ حدیثوں کا صفحہ

لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ (احمد)

ترجمہ :- معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا فرمایا کہ تو محبت کرے تو اللہ کے لئے اور کسی سے دشمنی کرے تو اللہ کے لئے اور اپنی زبان کو اللہ کی یاد میں استعمال کرے۔ عرض کی اس کے بعد کیا چیز بہتر ہے فرمایا کہ لوگوں کے لئے تو وہی چیز پسند کرے جو تو اپنے لئے پسند کرے اور ان کے لئے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرے

خائن اور بدعہد

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّ مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان -)

ترجمہ - حضرت انسؓ سے روایت ہے - کہ بہت تھوڑے خطبے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ہیں جن میں یہ تقریر نہ ہو کہ وہ شخص مومن نہیں جو امانتدار نہیں اور وہ شخص دیندار نہیں جو عہد کی پابندی کرنے والا نہیں۔

بقیہ مولانا عبید اللہ انور کیساتھ پندرہ دن

نہ رہی جو بے چارے کس وقت سے تصویر انتظار بنے ہوئے تھے۔ حضرتؒ کا جلسہ گاہ میں پہنچنا تھا لوگوں نے اُن کی تقریر کا مطالبہ شروع کر دیا۔ حضرتؒ نے کھدّر کی دستار مبارک اتار کے میز پر رکھ دی اور کھدّر کی ٹوپی پہن کر تقریر کا آغاز فرمایا اور صبح کی اذان تک یہ سلسلہ تقریر جاری رہا۔ لوگ دم بخود بیٹھے محو لذت تقریر تھے اور صبح کو جہاں ہمارا کوئی کوئی ہم خیال تھا۔ سارے شہر ہی کا پانسہ پلٹا ہوا تھا۔ اب چاروں طرف ہمارے ہی ہمنوا و ہم خیال نظر آتے تھے۔ قاضی صاحب موصوف سرد آہ بھر کے کہنے لگے میرے اور حضرتؒ کے درمیان اس طرح کے تعلقات تھے۔ کہ اب اُن کی یاد سے عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ آنکھیں تر ہو جاتی ہیں اور کلیجہ منہ کو آتا ہے

(آئندہ)

اپیل :- جامعہ حمیدیہ سرائے مغل کا قیام

صوفی عبدالحمید صاحب سابق وزیر خوراک پنجاب اور مولانا محمد اکرم پروڈکشن ڈائرکٹر سلطان فونڈری بادامی باغ لاہور اور اُن کے چند دیگر مخلص ساتھیوں کی انتھک اور سرگرم کوششوں کا نتیجہ ہے دونوں حضرات اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود جامعہ کو کافی وقت دیتے ہیں اور انہوں نے ایسے انتظامات کر دیے ہیں۔ کہ جامعہ اپنے تعلیمی مصارف کا کفیل خود ہو سکتا ہے چنانچہ تعلیمی کام نہایت تسلی بخش طور پر جاری ہے لیکن تعمیرات کا منصوبہ زیر تکمیل ہے جس کیلئے کئی لاکھ روپے کی ضرورت ہے مسلمانوں میں بحمد اللہ تعالیٰ ایسے اصحاب ثروت موجود ہیں جو اکیلے ہی اس کار خیر کو انجام تک پہنچا سکتے ہیں ادارہ ایسے اصحاب ثروت اور دردمند مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ وقت کی پکار پر کان دھریں اور اس اہم تعمیری کام کو انجام تک پہنچانے میں ارکان جامعہ کی دل کھول کر امداد کریں۔ تفصیلات :- مولانا محمد اکرم ناظم جامعہ حمیدیہ سلطان فونڈری بادامی باغ لاہور سے معلوم کیجئے

مولانا عبدالشکور دین پوری کی تشریف آوری

سمندری ۲۰ر ربیع الاول بروز جمعرات بعد از نماز عشا قاسم روڈ بخاری چوک میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موضوع پر تقریر فرمائیں گے

محمد علی جانباز خطیب جامع مسجد محمدیہ بخاری چوک قاسم روڈ سمندری - ضلع لائل پور

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا -

بچوں کا صفحہ

نبیٔ رحمتؐ

از محمد امین بورسٹل لاہور

کفار جتنے سنگ دل اور سفاک تھے حضورؐ اتنے ہی نرم اور بردبار تھے مشرکین مکہ کی شقاوت کو حضورؐ کی شفقت سے کوئی نسبت نہ تھی۔ حضورؐ نہ صرف بالمومنین رءوف الرحیم تھے بلکہ دشمنانِ جان کے لئے بھی رحمت ورافت کا پیغام تھے۔ کیوں نہ ہو خدا رحیم۔ اس کا آئین رحمت پھر اس آئین کے لانے والا۔ مجسمۂ رحمت کیوں نہ ہو۔ اگر خدا رب العالمین۔ تو حضورؐ رحمت العالمین چنانچہ حضورؐ کے فیضانِ رحمت سے انسان تو درکنار حیوان تک بھی محروم نہ رہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ اصحابؓ کبار بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضور کو دیکھ کر ایک اونٹ بلبلایا اور اپنی زبانِ قال میں فریادرس ہوا۔ کہ اے خدا کے نبی میرا مالک بوجھ زیادہ لادتا ہے اور چارہ کم ڈالتا ہے۔ کیوں کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ حضورؐ نے اس کے مالک کو بلوایا اور ہدایت کی کہ وہ اپنے اس پرانے خادم کی اچھی دیکھ بھال کیا کرے۔ اس ضمن میں ایک اور مشہور واقعہ ہے۔ کہ ایک بار حضورؐ نے ایک کافر کی جان بخشی فرمائی جبکہ وہ اس مجسمۂ رحمت کو قتل کرنے والا تھا۔

اور سنئے ——— حضرت ثمامہؓ

سردار اور رئیس التجار تھے اور اپنے علاقے کا غلہ اہل مکہ کو بھجوایا کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایمان لانے سے پہلے وہ کہیں باہر جا رہے تھے۔ کہ اسلامی دستے نے ان کو پکڑ لیا اور حضورؐ کے پاس لے آئے۔ حضورؐ نے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا ثمامہؓ میں تجھے دین اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مگر ثمامہؓ خاموش رہے اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور میری اونٹنی کا دودھ پلاؤ۔ بعض صحابہ کبار نے کہا کہ حضورؐ ثمامہ کو کہا جائے کہ وہ اناج کی ترسیل اہل مکہ کے لئے بند کر دے۔ مگر نبیٔ رحمتؐ نے فرمایا ہم کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے۔ اسی طرح حضورؐ ثمامہؓ کو کئی دن تک دعوتِ اسلام دیتے رہے۔ مگر وہ ہمیشہ خاموش رہے آخر ایک دن ثمامہؓ نے کہا آپ مجھے قتل کر دیں یا فدیہ لے کر چھوڑ دیں۔ اس پر نبیٔ رحمتؐ نے فرمایا کہ ثمامہؓ کے آرام کا ہر طرح خیال رکھا جائے۔ کیوں کہ یہ نجد کا سردار ہے۔ آخر ایک دن ثمامہؓ کے بار بار کے انکار سے حضورؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ ثمامہؓ فوراً باہر گئے اور نہا دھو کر واپس آئے۔ ابھی پہنچنے نہ پائے تھے کہ حضورؐ نے صحابہ کبار کو فرمایا کہ ثمامہؓ کا استقبال کرو وہ اسلام لانے آ رہا ہے۔ ثمامہؓ حاضر ہوئے تو فرمایا۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تم اسلام لے آؤ گے۔ چنانچہ ثمامہؓ نے کلمہ پڑھا اور حضورؐ نے خوشی میں کھجوریں تقسیم کیں اور اس طرح ثمامہؓ حضرت ثمامہؓ بن گئے۔ اور کئی دن تک حضورؐ کے مہمان رہے۔ اور اجازت لے کر پہلے مکہ آئے اور عمرہ یعنی خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش نے پکڑ کر قتل کرنا چاہا۔ مگر ایک شخص نے پہچان لیا وہ پکارا کہ اے اہل مکہ اسے قتل کر کے بھوکوں مرو گے۔ یہ نجد کا سردار ثمامہؓ ہے۔ جس کی بدولت ہمیں اناج ملتا ہے۔ اور یہی ہماری زندگی کا ضامن ہے۔ چنانچہ حضرت ثمامہؓ وہاں سے رہائی پا کر سیدھے گھر آئے اور آتے ہی۔ مکہ والوں کا اناج بند کر دیا۔ جب اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے تو انہوں نے ایک وفد حضرت ثمامہؓ کی خدمت میں بھیجا مگر وہ نہ مانے آخر کار تنگ آ کر حضورؐ کی طرف رجوع کیا۔ ایک وفد مدینہ منورہ بھیجا تاکہ آپ کی وساطت سے غلہ جاری ہو۔ جب وفد مدینہ منورہ پہنچا تو حضورؐ نے ان کو بہت تسلی دی حضور چاہتے تو دشمنوں کو بھوکوں مار سکتے تھے۔ کیوں کہ انہوں نے حضورؐ اور صحابہ کبار کو تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا مگر نبیٔ رحمت نے گوارا نہ کیا کہ ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا جاتے۔ چنانچہ حضورؐ نے ثمامہؓ کو ایک قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ مخلوق خدا کا رزق بند نہ کرے۔ ورنہ خدا اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی موجب عذاب ہو گی۔ جب حضرت ثمامہؓ کو یہ نامہ ملا تو کانپ گئے اور فوراً اناج مکہ روانہ کر دیا بلکہ خود حاضر ہو کر حضورؐ سے معافی بھی مانگی یہ تھا نبیٔ رحمتؐ کا سلوک ان دشمنانِ دین اور رسولؐ سے جنہوں نے اس چشمۂ رحمت کو اتنا تنگ کیا۔ اتنا تنگ کہ حضورؐ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ ادھر ہم ہیں کہ اپنوں کے لئے خوردنی اشیاء کو اس لئے روک رکھتے ہیں کہ اور مہنگی ہوں اور لوگ بھوکے مرا کریں اس کی پرواہ نہیں۔ وہ غیر مسلم دشمنانِ جان کے لئے رحمت ادھر ہم اپنوں کے لئے زحمت ؎

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

حضورؐ نے فرمایا۔ من احتکر الطعام اربعین یوماً ثم تصدق بہ لم تکن صدقتہ کفارۃ الاحتکارۃ۔

ترجمہ:۔ جس شخص نے کھانے پینے کی اشیاء کو چالیس دن تک روکے رکھا تاکہ مہنگی ہو جائیں۔ حالانکہ قوم کو اس چیز کی ضرورت ہو۔ پھر اگر وہ اس چیز یا اناج کو صدقہ بھی کر دے تو وہ روکنے کے گناہ کا کفارا نہیں ہو سکتا۔

فافہم ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا۔

صدیقؓ عکسِ حسنِ کمالِ محمدؐ است
فاروقؓ ظلِ جاہ جلالِ محمدؐ است
عثمانؓ ضیائے شمعِ جمالِ محمدؐ است
حیدرؓ بہارِ باغِ خصالِ محمدؐ است
ایمانِ ما اطاعتِ خلفائے راشدینؓ
اسلامِ ما محبتِ آلِ محمدؐ است

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور بکن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۱/۱۶۲۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۴۸۱-۲۷۳-T.B.C مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء